ماھنامہ

نصرت الجہاد

دسمبر ۱۹۹۰ء

Ahmad Shah Wahdat Bar

حقانی جہاد کے محاذ میں جتنا کام ابھی تک سرانجام دیا گیا ہے وہ قابل ذکر اور صد ستائش ہے: الحاج حقانی

بھائیو! باہمی اختلافات خواہ کسی بھی سطح کے ہوں ختم کر کے ایک دوسرے کو بھائی چارے کا ہاتھ دو اور اتحاد کے ذریعے مشرق و مغرب کی سازشوں اور منصوبوں کا راستہ روکو

(الحاج جلال الدین حقانی)

سلمان فارسیؒ فرنٹ کے نڈر مجاہدین دشمن کو ٹھکانے لگانے کیلئے مشورہ کر رہے ہیں۔

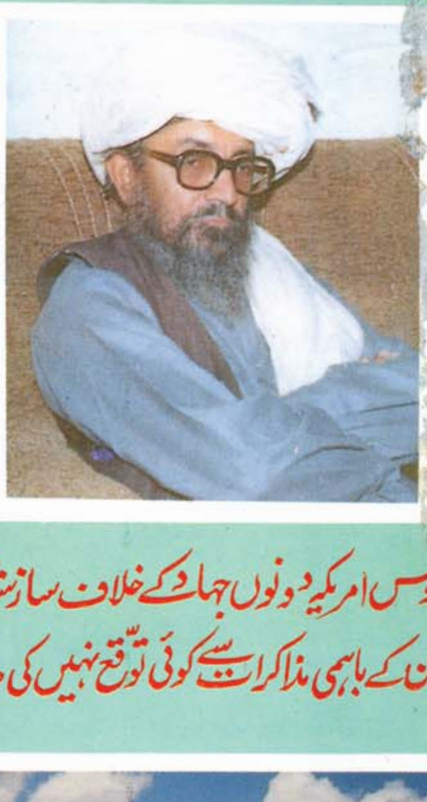

روس امریکہ دونوں جہاد کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں، ان کے باہمی مذاکرات سے کوئی توقع نہیں کی جاسکتی: (الحاج نظام الدین حقانی)

حمد

ثنا و حمد ہے لب پر مرے اس ذاتِ باری کی
وہ جس نے میری کشتِ آرزو کی آبیاری کی
وہ جس کی یاد سے رہتی ہے میری رُوح تابندہ
وہ جس کے لطفِ پیہم سے حریمِ جاں ہے رخشندہ
وہی مالک ہے تنہا غیب کے سارے خزانوں کا
اسی کی ذات ہے عنوان عالم کے فسانوں کا
اسی کے لطف سے ہوتی ہیں ساری مشکلیں آساں
کرم سے اس کے ہوتا ہے ہر اک کے درد کا درماں
اسی کے در سے دنیا خیر کی خیرات پاتی ہے
کوئی افتاد پڑتی ہے تو اس کی یاد آتی ہے
اسی کے قبضۂ قدرت میں عزّت اور ذلت ہے
جو ہے گھیرے ہوئے سارے جہاں کو اسکی رحمت ہے
اسی کی نغمہ خواں رہتی ہے میرے دل کی بیتابی
اسی کی حمد کرتی ہے ستاروں کی تنک تابی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمد شاه (اوریا) وحدت یار
Ahmad Shah Vahdat Yar

ماھنامہ

نصرت الجہاد

دسمبر ۱۹۹۰ء

بانی: الحاج مولوی جلال الدین حقانی

چیف ایڈیٹر ــــ الحاج عبدالباری شہرت ننگیال
مدیر ــــ الحاج سید عبداللہ

سال تاسیس: ۱۴۱۱ھ ق، ۱۳۶۹ھ ش، ۱۹۹۰ء

جلد نمبر ۱ - شمارہ نمبر ۲ - مسلسل نمبر ۲ - دسمبر ۱۹۹۰ء ــــ جمادی الاوّل ۱۴۱۱ھ ق، قوس ۱۳۶۹ھ ش

اس شمارے میں

۱۔ اداریہ
۲۔ فرمان الٰہی ج
۳۔ ارشاد نبوی ص
۴۔ نجیب افغانستان میں...
۵۔ سپر طاقتوں کا گٹھ جوڑ
۶۔ مولانا نظام الدین حقانی سے انٹرویو
۷۔ روس نے جنگ افغانستان میں...
۸۔ ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء اور
۹۔ ڈاکٹر عبداللہ عزام...
۱۰۔ افغان مسئلہ اور
۱۱۔ کشمیر بلاتا ہے
۱۲۔ کمیونزم کی شکست کا بڑا عامل
۱۳۔ کمیونزم کی شکست کا آغاز
۱۴۔ پہاڑوں کا بیٹا
۱۵۔ کشمیریوں پر ظلم و جبر کی انتہا
۱۶۔ روس میں کیا ہو رہا ہے
۱۷۔ حضرت ثابت بن قیس رض
۱۸۔ اخبارِ جہاد
۱۹۔ راہِ حق کے شہداء
۲۰۔ جناب حقانی کا خطاب

پتہ:-
ماہنامہ "نصرت الجہاد"
پوسٹ بکس نمبر ۱۰۳۳
یونیورسٹی ٹاؤن۔ پشاور۔ پاکستان

بدل اشتراک

سالانہ چندہ : ۱۰۰/- روپے
ششماہی : ۵۰/- روپے
فی پرچہ : ۹/- روپے

بیرونی ممالک
سالانہ ــ ۳۰ ڈالر

اداریہ

حالات کا تقاضا
اُمّتِ مسلمہ کا اتحاد و اتفاق

آج کی دنیا عجیب و غریب نشیب و فراز اور نامانوس حالات کا شکار ہو گئی ہے، ہر طرف ظلم و بربریت کی آندھی چھا گئی ہے، آگ کے شعلے بھڑک اُٹھے ہیں، غضب اور تڑپ کی موجزن سمندر ٹھاٹھیں مار رہی ہے۔ اور انسانی زندگی غیر اطمینان بخش خونین ہنگاموں اور وحشت و دہشت کے اندھیروں کی لپیٹ میں آچکی ہے۔ حالات کے اس پیچ و خم میں ایک طرف ظالم کا ظلم بے لگام ہو کر انتہا تک پہنچ گیا ہے۔ دوسری طرف مظلوم و محکوم عوام غلامی و بردہ گی کی زنجیریں توڑ کر دور پھینکنے لگے ہیں اور اس طرح ظلم و استبداد کے ایوانوں میں دراڑیں پڑ چکی ہیں۔

ایک طرف طاغوتی طاقتیں رقابت چھوڑ کر مظلوم کو اپنے ناپاک عزائم اور بے پناہ ظلم کی چکی میں پسنے کی غرض سے ایک دوسرے کے قریب آکر سامراجیت کا نیا انداز اپنائے ہوئے ہیں تو دوسری طرف مظلوم اور نعمتِ آزادی سے محروم اقوام جیالے غیور اور جری افغان مجاہد عوام کے روسی وحشی درندوں اور ان کے پالے ہوئے وطن فروش پٹھوؤں کے خلاف میدانِ جنگ میں کماتے ہوئے یادگار کارناموں سے متاثر ہو کر غاصب اور حملہ آور قوتوں کے خلاف اپنے آپ کو آزادی و خودمختاری کی بڑی نعمت سے ہمکنار کرنے کی خاطر اٹھ کھڑے ہو کر افغان جیالے مجاہدین کے نقشِ قدم پر چلنے لگے ہیں۔ اسی بناء پر روئے زمین پر آئے دن حیران انگیز تبدیلیاں رونما کی جارہی ہیں، لیکن حالات و اوضاع کی اس کشمکش کے دوران بھی اہل کفر کی طرف سے یہ کوشش ہو رہی ہیں کہ سب سے پہلے مسلمان امت کا کام تمام کیا جائے۔

اور وہ کہیں کامیابی کی منزل نہ پالے اور انہیں کمزوری واندرونی انتشار کی وجہ سے نابودی کے گہرے کھڈ میں موت کی نیند سلا دیا جائے تاکہ امتِ مسلمہ کہیں متحد ہوکر مضبوط طاقت نہ بن جائے کیونکہ انہیں تجربہ ہے کہ اگر مسلمان قوم ایک بار اپنے اختلافات پسِ پشت ڈال کر واحد پلیٹ فارم پر جمع ہوگئی پھر دنیا میں کوئی بھی طاقت ان کے مقابلے میں ٹھہر نہیں سکے گی۔

اگر دنیا کی موجودہ صورتحال پر ایک سطحی نظر ڈالی جائے تو بے شمار تحریکیں نظر آئیں گی جو چل رہی ہیں اور استعماری طاقتوں سے اپنی آزادی کے حصول میں برسرپیکار ہیں لیکن استعماری طاقتوں کو جتنا ڈر اسلامی تحریکوں سے محسوس ہو رہا ہے دوسری کسی بھی تحریکِ آزادی سے نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کفری اور طاغوتی قوتیں افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کا قیام نہیں چاہتیں۔ افغانی مجاہد عوام نے میدانِ جنگ میں روس اور ان کے ایجنٹوں کے پلید بدن پر کاری ضرب لگا کر انہیں شکستِ فاش سے دوچار کر دیا ہے۔ مگر سیاسی محاذ میں اب وہ مجاہدین کی فتح و کامیابی کے خلاف سازشوں اور منصوبوں کا جال بچھائے ہوئے ہیں۔ مسئلہ کشمیر فلسطین اور خلیج کا تنازعہ انہی کفری وشیطانی سامراج قوتوں کی منافقت اور دورنگی کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر افغانستان میں مجاہدین کے ہاتھوں ایک اسلامی حکومت قائم ہوتی، کشمیر کے مسلمان عوام کو ہندو برہمنی، مکار، سازشی سامراج کے چنگل سے آزادی ملی اور فلسطینی مسلمان عوام موجودہ جاری تحریک کے تحت صیہونی ظلم واستبداد سے چھٹکارا حاصل کر جائے پھر پوری دنیا پر اسلام کا جھنڈا لہرانے لگے گا اور ظلم واستعماریت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ چنانچہ اسی بناء پر وہ مختلف طریقوں اور ذرائع سے کام لیتے ہوئے امتِ مسلمہ کو کمزور کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔

ایسے میں اب وقت کا تقاضا ہے کہ مسلمانانِ گیتی تمام اختلافات کو چھوڑ کر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر متحد ہو جائیں۔ دنیا میں ایک ارب سے زیادہ مسلمان وجود رکھتے ہیں جو ایک کثیر تعداد ہے۔ اگر یہ تعداد تہہ دل سے یکجہتی اور یگانگت کا مظاہرہ کریں تو دنیا میں کوئی بھی طاقت ان پر حکمرانی اور بالادستی کا سوچ بھی نہیں سکے گی۔

جہاں تک افغان مجاہدین کے باہمی اتحاد و اتفاق کا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ

کالاکھ لاکھ شکر ہے کہ ان کے تمام جہادی سربراہ چھوٹی موٹی شکر رنجیوں سے قطع نظر مکمل طور پر متفق و متحد ہو گئے ہیں، چنانچہ جہادی کمانڈروں کی متفقہ شوریٰ دارالحکومت کابل کے گرد و نواح میں مجاہدین کے متحدہ حملے کے سلسلے میں تمام جہادی فیلڈ کمانڈروں کے متفق و متحد ہونا اور جہادی تنظیموں کی باہمی گفت و شنید، مجاہدین کے درمیان مکمل اتفاق و اتحاد کا بین ثبوت ہے اور ان شاء اللہ عنقریب افغان شہید پرور مجاہد عوام اپنی آخری منزل کو پالیں گے اور افغانستان میں ایک آزاد، خود مختار اور مجاہدین کے ہاتھوں اسلامی حکومت کے قیام کے اپنے آخری مقصد میں کامیاب و سرفرازی سے ہمکنار ہو جائیں گے۔

ہم ایک بار پھر امت مسلمہ کی توجہ اتحاد و اتفاق کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں ورنہ جیسا کہ مسلمان ایک امت ہے۔ اسی طرح کفار بھی تمام تر باہمی اختلافات کے باوجود مسلمانوں کے خلاف امت واحدہ ہے۔ امت کافرہ کے لیے عربی و عجمی، سنی و شیعہ ایرانی و ترکی وغیرہ۔ سب ایک ہیں اور سب کو وہ اپنا دشمن جانتے اور سمجھتے ہیں کفار کسی پر رحم و کرم روا نہیں رکھتے۔ خدا نہ کرے کہ ایسی کوئی صورت آئے اور پھر ندامت و پچھتاوے سے کچھ حاصل بھی نہیں ہوگا۔

فرمانِ الٰہی

یہ گھڑی ٹل نہیں سکتی

پھر ان کے بعد وہ ناخلف لوگ ان کے جانشین ہوئے، جنہوں نے نماز کو ضائع کیا اور خواہشات نفس کی پیروی کی۔ پس قریب ہے کہ وہ گمراہی کے انجام سے دوچار ہوں۔ البتہ جو توبہ کر لیں اور ایمان لے آئیں اور نیک عمل اختیار کر لیں وہ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کی ذرہ برابر حق تلفی نہ ہوگی۔ ان کے لئے ہمیشہ رہنے والی جنتیں ہیں۔ جن کا رحمان نے اپنے بندوں سے در پردہ وعدہ کر رکھا ہے، اور یقیناً یہ وعدہ پورا ہو کر رہنا ہے۔ وہاں وہ کوئی بیہودہ بات نہ سنیں گے جو کچھ سنیں گے ٹھیک ہی سنیں گے اور ان کا رزق انہیں پیہم صبح و شام ملتا رہے گا۔ یہ ہے وہ جنت جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اس کو بنائیں گے جو پرہیزگار رہا ہے۔ (سورۃ مریم آیات ٥٩ سے ٦٣ تک)

تشریح:

اس کائنات کا عجوبہ اور سب سے حیرت انگیز خود انسان ہے، یعنی اس کا وجود اور نفسیات۔ نفسیات کا کچھ حصہ وراثت سے منتقل ہوتا ہے اور باقی حصہ اس کے ذاتی شوق، ضرورت اور تجربات سے تشکیل پاتا اور پختہ ہوتا ہے، جس اولاد میں والدین کی اچھی صفات پیدائشی طور پر منتقل ہو جائیں اس اولاد کی خوش قسمتی اور نیک نامی قابل رشک ہے اور والدین بھی اپنی جگہ مطمئن اور آسودہ دل رہتے ہیں، لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے کیونکہ یہ حکمت خداوندی کے خلاف ہے' دنیا امتحان گاہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو انسان کے لئے بطور امتحان گاہ تعمیر کیا ہے اس میں انسانی' حرص و لالچ کے لئے رنگا رنگ سامان سجا دیا ہے ؎

ہر ذرہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا است

حرص و ہوس کے ہاتھوں عاجز و بے بس انسان اپنے ضمیر کی آواز کو کچلتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ نیکی بدی کے پلڑے الٹ جاتے ہیں نیکی کو بزدلی بنا دیتے ہیں اور بدی بہادری اور عزت کا روپ دھار لیتی ہے۔

اس جگہ ایک نکتہ سمجھ لینا چاہیئے کہ دنیا کی خوشحالی اور بدحالی الگ چیز ہے اور آخرت کی خوش انجامی اور بد انجامی یا آخرت کی کامیابی اور ناکامی الگ چیز ہے دنیا میں عزت اور دولت کا تعلق قسمت سے ہے اور آخرت کی خوش بختی اور بدبختی کا انحصار اللہ تعالیٰ کے عرفان اور اس کو اپنا رب تسلیم کرنے اور اس کے حکموں کے مطابق زندگی بسر کرنے پر ہے مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَ نَہَی النَّفْسَ عَنِ الْہَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی۔

"یعنی جو شخص اپنے رب کے روبرو کھڑا ہونے سے ڈرا اور دل کو خواہشات نفس کی پیروی سے روکا تو ایسے ہی لوگوں کا

ٹھکانہ جنت ہے"

نسلِ انسانی کے وہ لوگ (وہ مرد ہوں یا عورتیں ہوں۔ لڑکے ہوں یا لڑکیاں ہوں)، جو اپنے بزرگوں اور والدین کی پاکیزہ سادہ اور خدا پرستانہ زندگی کو ناپسند کریں اور غیر مسلموں کی تہذیب و معاشرت، رسم و رواج ان کی غیر ستر پوش عریاں لباس پر مرمٹیں، ان کی مخلوط مجلسوں کی دلربائی اور دل فروشی کو اپنے گھروں اور محفلوں کی رونق بنائیں۔ ناخلفی کی مہر انہیں کے ماتھوں کا ٹیکا بنے گی۔ انہوں نے اپنے باپ دادا کے خلیفۃ اللہ ہونے کے شرف کو، نفس کی خواہش پورا کرنے کے شوق میں پیٹھ پیچھے پھینک دیا۔ ترقی پسندی کے شوق میں " ناخلفی " کے داغ کو پسند کر لیا اس کا ثبوت ان کے روزمرہ کے پروگرام میں سے نماز کا ترک کر دینا ہے۔ یعنی بندگی ربّ سے بے نیازی اور بے پرواہی ہے اور جب بندہ یعنی غلام مالک (آقا) سے رشتہ کاٹ دے تو ظاہر ہے مالک بھی اس کی خیر و سلامتی اور مشکل کشائی سے لاتعلق اور بے پرواہ ہو جائے گا۔

سوال یہ ہے جو لوگ دنیا میں جنتی آرام و آسائش والی زندگی گزارتے ہیں وہ اگلی دنیا میں جلتی جھلستی آبلہ پا زندگی کیسے گزاریں گے جو آج یہاں کانٹوں بھری گزر بسر کے عادی ہیں وہ شاید زخموں اور دکھوں کی برداشت رکھتے ہوں۔ مگر عیش و آرام کے عادی نزاکتوں اور نفاستوں میں پلنے بڑھنے والے جو گرم دوپہروں کی دھوپ اور لو کی برداشت نہیں رکھتے ان کا دوزخی جلن اور تپش کے بارے میں کیا خیال ہے؟

وہ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ سب خیالی باتیں اور قصہ کہانیاں ہیں چلئے مان لیا ان کی بات کو۔ اگرچہ وہ پیغمبر نہیں اور انہوں نے یہ نہیں کہا کہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کا نامہ بر آ کر بتا گیا ہے، اعمال کی جزا سزا کچھ نہیں۔ نیکی بدی برابر ہے چاہے اللہ کی فرمانبردار بندے بنو یا نافرمانیاں کرو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن اگر ایک دن آنکھ کھلی اور اپنے آپ کو میدانِ حشر میں خداوند عالم کی بارگاہ میں کھڑے پایا۔ پھر کیا ہوگا!

فرمانِ نبویؐ

جس سے اللہ اور جو اللہ سے ہنس کر ملے گا

جب جنابِ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو آپؐ کی تشریف آوری سے کئی روز پہلے مشتاقانِ جمال شہر سے نکل کر راستے پر آ بیٹھتے اور شام کو مایوس واپس ہو جاتے۔ بہت انتظار اور بڑی آرزوؤں کے بعد جب آپؐ تشریف لائے تو وہ دن ہی مدینہ کے لئے عید ہو گیا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جس روز حضورِ اکرمؐ تشریف فرما ہوئے تو آپؐ کے جمال سے مدینہ منورہ کا ذرہ ذرہ روشن ہو گیا۔ بڑوں

کے ساتھ بچے بھی خوشی منا رہے
تھے اور لڑکیاں مبارکباد کے یہ
سیدھے سادے گیت گا رہی تھیں،
ثنیات الوداع سے ہم پر بدر کامل
طلوع ہوا ہے اس لئے خدا کا
شکر ہم پر واجب ہوا

حضورؐ کی آمد کی خبر سن کر ہر جانب سے لوگ دوڑے چلے آ رہے تھے ان میں انصار کا ایک نوجوان طلحہ بن براء بھی تھا وہ بے اختیار آپ سے لپٹا جا رہا تھا اس نے آپؐ کے مبارک ہاتھوں کو خوب بوسے دیئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ! مجھے جو حکم دیا جائے گا اس پر مستعد پائیں گے سرور کونینؐ اس کی نو عمری میں یہ پختگی دیکھ کر متبسم ہوئے اور فرمایا۔ کیا تم اپنے والد بزرگوار کو قتل کر دو گے؟

طلحہ یہ ارشاد سن کر فوراً اٹھ کھڑا ہوا یہ دیکھ کر حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ رک جاؤ۔ میں نے یہ بات تمہیں آزمانے کے لئے کہی تھی اللہ تعالیٰ نے مجھے قطع رحمی کے لئے مبعوث نہیں فرمایا۔

چند ہی دنوں بعد یہ وفادار عاشقِ رسولؐ بیمار پڑ گیا۔ بیماری نے ایسی شدت اختیار کی کہ زندگی کی امید نہ رہی۔ حضورؐ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو اس وقت اس پر جانکنی کی علامات طاری ہو چکی تھیں آپؐ نے اس کے اہل خانہ سے فرمایا کہ جب اس کا انتقال ہو جائے تو مجھے اطلاع دینا تاکہ میں اس کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے لئے آجاؤں اور اس کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا کیونکہ مسلمان کی میت کو گھر میں ڈالے رکھنا مناسب نہیں۔

بنی عمرو بن عوف کا یہ محلہ جس میں یہ انصاری نوجوان بیمار تھا مدینہ منورہ سے تین میل دور مسجد قبا کے اطراف میں واقع تھا اور درمیان میں یہودی بستیاں واقع تھیں، اس نوجوان کی جس وقت وفات ہوئی تو رات ہو چکی تھی وفات سے پہلے نوجوان طلحہؓ نے اپنے اہل خانہ سے کہا، دیکھو جب میں مر جاؤں تو تم لوگ حضورؐ کو میری موت کی اطلاع مت دینا۔ کیونکہ رات کا وقت ہے اور درمیان میں دشمن یہودیوں کی بستیاں ہیں مبادا وہ حضورؐ کو ایذا پہنچائیں اس لئے تم لوگ خود ہی میری جنازہ پڑھ کر مجھے دفنا دینا۔

اہل خانہ اور اہل محلہ نے طلحہؓ کی وصیت پر عمل کیا اور طلحہؓ کو رات ہی کو دفن کر دیا گیا۔

صبح کو محلے کے لوگ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور طلحہ کی وفات اور اس کی وصیت کے مطابق اس کی تدفین کی خبر دی۔ حضورؐ پر طلحہ کی موت بالخصوص آپؐ کی حفاظت کے خیال سے آپ کو زحمت نہ دینے کی بات کا بہت اثر ہوا۔

آپ اسی وقت محلہ بنی عمرو تشریف لے گئے اور اہلِ محلہ کی معیت میں طلحہؓ کی قبر پر تشریف لے گئے۔ جب آپؐ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو سب لوگ آپ کے پیچھے صف بستہ کھڑے ہو گئے آپؐ نے طلحہؓ کے لئے جو دعا فرمائی وہ اپنی نوعیت میں منفرد ہے، آپ نے فرمایا:

"یا اللہ! طلحہ کو ایسی حالت
میں ملنا کہ تم اسے دیکھ کر ہنس
رہے ہو اور وہ تم کو دیکھ کر"

ماخوذ
از مضمون مولانا سید
اصغر حسین مرحوم مطبوعہ
اقرار ڈائجسٹ کراچی

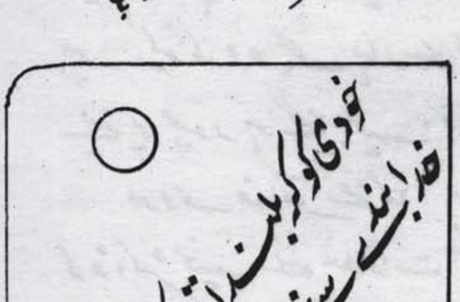

نجیب افغانستان میں اپنی حیثیت کھو چکا ہے

"مولوی خالص"

حزب اسلامی کے سربراہ جناب مولوی محمد یونس خالص نے کہا ہے کہ کابل انتظامیہ کے سربراہ ڈاکٹر نجیب کسی بھی افغان مجاہد راہنما سے ملاقات کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا اور افغانستان کے سابق شاہ سمیت تمام افغانوں نے اس سے ملنے سے انکار کر دیا ہے۔

جناب مولوی محمد یونس خالص ڈاکٹر نجیب کے حالیہ دوروں سے متعلق ایک سوال کا جواب دے رہے تھے۔

انہوں نے کہا کہ نجیب نے افغانستان میں اپنی حیثیت کو ایسا داؤ پر لگا دیا ہے کہ اگر وہ کسی کے قریب ہو جاتا ہے۔ تو اس کی حیثیت کو بھی دھچکا لگے گا۔ لوگ نہیں چاہتے کہ اس سے ملے اس لئے وہ کبھی کہتا ہے کہ راہنماؤں سے ملاقات ہوئی، کبھی کہتا ہے کہ ظاہر شاہ سے ملاقات ہوئی ہے کبھی فلاں اور کبھی فلاں کا نام لیتا ہے، اس طرح وہ چاہتا ہے کہ ان لوگوں کو بھی بدنام کرے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ کسی سے بھی نہیں ملا۔

حزب اسلامی کے راہنما نے مزید کہا: کہ وہ لوگ جنہوں نے اب تک تنظیموں میں سے کسی تنظیم سے اپنا تعلق نہیں جوڑا ہے اور یورپ و امریکہ میں رہ رہے ہیں وہ بھی نجیب سے نفرت کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ بھی ہمارے بھائی ہیں اور وہ بھی مظالم کی وجہ سے یورپ اور دیگر ممالک میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے ہیں، وہ بھی غیرتی ہیں اور وہ بھی افغان ہیں۔

مولوی خالص نے کہا: سید قاسم واقعتاً ایک صحافی شخصیت ہیں۔ انہوں نے یہ بات واضح کر دی کہ ڈاکٹر نجیب سے ملاقات ممکن نہیں ہے، نہ تو ظاہر شاہ اور نہ ہی ان کے ساتھیوں نے نجیب سے ملاقات کی ہے۔

نجیب محض حالات کو آلودہ کرنے کی خاطر اور مجاہدین کو باہم منتشر کرنے اور ایک دوسرے کے بارے میں شکوک و شبہات میں مبتلا کرنے کے لئے ایسا پروپیگنڈہ پھیلا رہا ہے، لیکن نجیب کی باتوں پر ہمارا اعتماد نہیں، ہمیں اپنے بھائیوں پر پورا پورا اعتماد ہے۔ یہ سب ہمارے بھائی ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے چاہتے ہیں کہ یہ سب متحد و ہم دست ہو کر ایک اسلامی حکومت کے قیام کی راہ میں ایک دوسرے کے حامی، پشتیبان اور ہمنوا بن جائیں۔

سپر طاقتوں کی طرف سے

افغان مجاہدین پر امداد بند کرنے کا گٹھ جوڑ

تجزیہ و تبصرہ
تحریر
سلطان صدیقی

اکتوبر ۹۰ء کے وسط میں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل پیریز ڈی کوئیار کی طرف سے جاری ہونے والی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ روس اور امریکہ دونوں "سپر طاقتیں" افغان مسئلہ کے حل کے لیے کسی نتیجے پر پہنچ سکتی ہیں۔ اور اس ضمن میں دونوں میں جنگ بندی کر کے فریقین کو ہتھیاروں کی سپلائی روک کر یہ مسئلہ طے کرنے کے لیے کچھ پیش رفت ہوئی ہے۔

بی بی سی کے نامہ نگار کے مطابق امریکہ مسئلہ افغانستان پر اب خود کو پاکستان کی پالیسیوں سے الگ رکھنا چاہتا ہے۔ امریکہ اور اقوام متحدہ دونوں کا خیال ہے کہ اب سپر طاقتیں افغانستان میں اپنے اتحادیوں کو اسلحہ کی سپلائی روک کر افغانستان مسئلہ کے حل کیلئے کسی نتیجے پر پہنچ سکتی ہیں۔

ادھر باخبر ذرائع کے مطابق امریکہ اور سوویت یونین کی بات چیت میں اپنے حلیفوں کو اسلحہ کی فراہمی روک دینے کے موضوع پر اصل زور دیا گیا ہے۔ کیونکہ سوویت یونین دراصل اپنے داخلی مسائل پر توجہ دینا چاہتا ہے۔ اس لیے وہ نجیب انتظامیہ کو ہتھیاروں کی فراہمی پر پابندی عائد کرنے کے لیے تیار ہے۔

جہاں تک افغان مجاہدین کی مرضی ومنشا، اور اغراض ومقاصد کے خلاف روس امریکہ گٹھ جوڑ کی باتیں ہیں۔ اس کے بارے میں افغان مجاہدین کے راہنما، علماء، کمانڈر، دانشور اور قومی بزرگ وقتاً فوقتاً توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ اور ان کے باہمی گٹھ جوڑ کے نتیجے میں بننے تیار ہونے اور کی جانے والی سازشوں سے پردہ اٹھاتے رہے ہیں۔

خود خالق کائنات رب العالمین ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے چودہ سو سال قبل اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی گئی، اپنی آخری کتاب قرآن کریم میں اس جانب واضح طور پر اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ کفر اہل ایمان اور مسلمانوں واسلام کے خلاف ایک ملت واحدہ ہے اہل کفر آپس میں کتنے ہی اختلافات کا شکار کیوں نہ ہوں۔ جہاں اسلام اور مسلمانوں کے فائدے کی بات ہوگی وہاں وہ اپنے اختلافات بھلا کر مسلمانوں کے خلاف متحد و متفق ہوں گے۔

چنانچہ واضح قرآنی ہدایات واشاروں کی موجودگی میں جب ہم افغان مسئلہ کے حوالے سے دیکھتے ہیں تو مغرب کو کمیونزم کے شر سے بچانے اور اسے مشرق میں روکے

رکھنے کے لیے امریکہ اور مغربی ممالک افغان مجاہدین کی کسی حد تک امداد کرتے رہے۔ لیکن جب افغان عوام کی بے پناہ قوت مزاحمت کے نتیجے میں روس با امر مجبوری افغانستان سے پسپا ہوا تو افغان جہاد میں امریکہ اور دوسرے مغربی ممالک کی دلچسپیاں ختم ہوگئیں۔ رفتہ رفتہ امداد میں کمی کردی گئی۔ اور

> جب افغان عوام کی بے پناہ قوت مزاحمت کے نتیجے میں روس با امر مجبوری افغانستان سے پسپا ہوا تو افغان جہاد میں امریکہ اور دوسرے مغربی ممالک کی دلچسپیاں ختم ہوگئیں۔ رفتہ رفتہ امداد میں کمی کردی گئی اور بعض مواقع پر یہ امداد مکمل بھی بند رکھی۔

بعض مواقع پر یہ امداد مکمل بھی بند رکھی۔

افغان مجاہدین جنہوں نے ایک دینی فریضہ سمجھتے ہوئے بغیر کسی بیرونی امداد کے نہتے ہاتھوں دیسی ساخت کی فرسودہ بندوقوں، لاٹھیوں اور کلہاڑیوں سے نظام کفر و الحاد کے خلاف ایک مقدس جہاد کا آغاز اس لیے کیا تھا کہ اپنے ملک میں ایک حقیقی اسلامی حکومت قائم کردیں۔

چنانچہ جب بےمثال اور لازوال عظیم قربانیوں کے نتیجے میں افغان مجاہدین نے روس کو ذلت و رسوائی کے ساتھ اپنے ملک سے نکال باہر کیا اور افغانستان میں مجاہدین کے ہاتھوں ایک اسلامی حکومت کے قیام کی منزل قریب ہوئی تو اہل کتاب یہودی و نصرانیوں ملحد روسیوں اور مکار ہندو و بت پرستوں سمیت پوری دنیا کے کافر افغانستان میں اسلامی نظام حکومت کا راستہ روکنے کے لیے ایک دوسرے کے قریب ہونے لگے۔

افغانستان میں کمیونزم کی بنیاد رکھنے والے سابق شاہ ظاہر شاہ کی سربراہی میں روس اور امریکہ کو قابل قبول حکومت بنانے کے منصوبے بنائے گئے، کمیونسٹوں کے ساتھ مخلوط حکومت بنانے کی پیشکش ہوئی، مہاجرین کو بدنام کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ مجاہدین کے گروپوں میں اختلافات کو ہوا دینے اور انہیں بڑھانے کے لیے پروپیگنڈے کیے گئے۔ وسیع البنیاد حکومت کے شوشے چھوڑے گئے۔ روسی انخلاء کے بعد جہاد کو افغانوں اور افغان مسلمانوں کے درمیان خانہ جنگی اور خون خرابہ کہا جانے لگا اور نجیب کٹھ پتلی حکومت کی موجودگی میں جنگ بندی کرکے مسئلہ کا حل کمیونسٹوں کی شراکت سے انتخابات کے انعقاد میں ڈھونڈا جانے لگا۔

تاہم بیدار مغز، ہوشیار، زیرک، فہیم و باشعور افغان مجاہدین نے دشمن کی کوئی سازش کامیاب نہیں ہونے دی، اور بدستور اپنی مزاحمت کی تحریک کو آگے بڑھاتے ہوئے۔ اکثر و بیشتر علاقے دشمن کے کنٹرول سے آزاد کرالیے، اور کسی محاذ پر کمزوری و شکست اور پسپائی کا مظاہرہ نہیں کیا۔

اگرچہ مجاہدین مکمل طور پر متحد نہیں پھر بھی اتحاد کی طرف قدم اٹھائے جارہے ہیں۔ حزب اسلامی اور جمعیت اسلامی نے باہمی اختلافات ختم کرکے معاہدہ کرلیا ہے۔ کمانڈروں کی سطح پر شوریٰ تشکیل دی گئی ہے۔ جبہہ نجات ملی شیعہ افغان تنظیموں اور عبوری افغان حکومت سے باہر کی تین گروپوں میں ایک نیا معاہدہ طے پاگیا ہے۔ اندرون افغانستان ہر علاقے میں مختلف تنظیموں کے مجاہدین اور کمانڈروں کی مشترکہ شوریٰ اور کونسل قائم کرکے

دشمن کے خلاف جنگی کارروائیاں باہم مربوط اور منظم و متحد کر دی گئیں ہیں۔ مجموعی طور پر حالات یوں دکھائی دے رہے ہیں۔ کہ مجاہدین کے راہنما اور بزرگ اگر یوں ہی ایک دوسرے سے رابطے رکھتے رہے ایک دوسرے کی حیثیت و حقیقت کا لحاظ رکھتے ہوئے ایک دوسرے کو برداشت کرتے رہے تو وہ دن دور نہیں کہ تمام مجاہدین افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام، اور کٹھ پتلی حکومت کے خاتمے کے لیے متحد ہو جائیں گے۔

جہاں تک روس اور امریکہ کی طرف سے دونوں فریقوں کو اسلحہ کی سپلائی روکنے کی بات ہے تو مجاہدین کو پہلے ہی امریکہ برائے نام اسلحہ دیتا رہا ہے۔ جبکہ روس بڑی مقدار میں تواتر کے ساتھ نجیب حکومت کو ہتھیار و گولہ بارود دے رہا ہے۔ جس کی بندش کے لیے اکثر و بیشتر مجاہدین اقوام عالم سے بالعموم اور عالم اسلام سے بالخصوص دباؤ ڈالنے کے لیے کہتے رہے ہیں۔

چنانچہ اب اقوام متحدہ کے کسی اقدام یا روس امریکہ باہمی سازش و گٹھ جوڑ کے تحت اگر روس نجیب کٹھ پتلی حکومت کو اسلحہ کی فراہمی روکتا اور بند کرتا ہے تو اس میں سراسر مجاہدین کا فائدہ اور ان کے موقف کی تائید ہے۔ رہا روسی امریکہ باہمی گٹھ جوڑ کے تحت افغانوں پر کوئی حل مسلط کرنے کی کوشش کا تو افغان عوام نے نہ کبھی غیر ملکی تسلط اور دباؤ قبول کیا ہے نہ قبول کریں گے۔

افغان مجاہدین نے جیسا کہ اسلامی حکومت کے قیام کی خاطر جہاد کا آغاز کیا تھا اپنے مقصد کے حصول کی خاطر اور افغانستان سے کفر و الحاد کا فتنہ ختم کرنے تک جہاد جاری رکھیں گے کہ یہی اللہ کا حکم بھی ہے کہ ان سے لڑتے رہو۔ یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ کے لیے خالص ہو جائے۔

افغان مجاہدین نے جیسا کہ اسلامی حکومت کے قیام کی خاطر جہاد کا آغاز کیا تھا۔ اپنے مقصد کے حصول کی خاطر اور افغانستان سے کفر و الحاد کا فتنہ ختم کرنے تک جاری رکھیں گے۔

جہاں تک امریکہ کی جانب سے پاکستانی پالیسیوں سے خود کو الگ رکھنے کی بات ہے تو پاکستان نے افغان مہاجرین اور مجاہدین کی اس وقت اسلامی برادری انسانی ہمدردی اور ہمسائیگی کے اصولوں کے مطابق امداد و تائید کی تھی۔ جب پوری دنیا میں سے کسی بھی جگہ سے انہیں امداد نہیں دی جا رہی تھی۔

اس کے ساتھ پاکستان کا اس وقت بھی یہی موقف تھا اور اب بھی یہی موقف ہے کہ افغان جہاد جہاں افغانستان کی آزادی و خود مختاری کی جنگ ہے وہاں یہ دفاع پاکستان کی جنگ بھی ہے اور افغانستان میں مجاہدین کی کامیابی در حقیقت استحکام پاکستان کی کامیابی ہے۔ چنانچہ امریکہ پاکستانی پالیسیوں کے مطابق امداد دیتا رہے یا خود کو اس سے الگ رکھے۔ افغان عوام اور پاکستانی عوام و حکومت کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ نہ ہی کامیابی و کامرانی کے ان آخری مراحل میں پاکستان افغانوں کی امداد ختم کر کے اپنے بارہ تیرہ سالوں کی قربانیوں اور خدمات پر پانی پھیر سکتا ہے۔

روس، امریکہ دونوں

جہاد کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں

ان کے

باہمی مذاکرات سے کوئی توقع نہیں کی جاسکتی

مولانا نظام الدین حقانی سے انٹرویو

سوال: یوں دکھائی دے رہا ہے کہ افغان عبوری حکومت ختم ہونے والا ہے آپ کے خیال میں اس وقت کیا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیئے؟

جواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد: عبوری حکومت کی تجویز جو ۱۶ ارکان پر مشتمل ایک وفد کی طرف سے پیش کی گئی تھی بالکل درست اور اچھی تجویز تھی مگر یہ کہ بعد میں اس پر عمل درآمد نہیں کیا گیا اور اب بھی انتشار کا شکار ہے ایک الگ بات ہے۔ اب بھی اگر اسی تجویز کے مطابق عملی قدم اٹھائے جائیں اور مکمل اتفاق و اتحاد سے عبوری حکومت افغانستان کے اندر منتقل کی جائے تو یہ مجاہدین کے لئے بڑی کامیابی کی بات ہوگی۔

سوال: پچھلے دنوں کابل رژیم کے وزیر خارجہ نے ہندوستان کا دورہ کیا بعد میں کٹھ پتلی صدر نجیب نے بھی بھارت کا دورہ کیا یوں دکھائی دیتا ہے کہ بھارت کے ساتھ افغان کمیونسٹ حکومت کے تعلقات مزید مضبوط ہو جائیں گے، کیا یہ عمل جہاد پر منفی اثرات کا باعث نہیں بنے گا

جواب: کابل کمیونسٹ حکومت کے وزیر خارجہ یا خود نجیب کے دورہ بھارت سے مجاہدین اور ان کے جہاد پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا، کیونکہ ابتدا ہی سے بھارت روس کے تعلقات انتہائی گہرے ہیں اور روس کے ساتھ ملکر وہ اپنی پوری طاقت و توانائی کے ساتھ مجاہدین کے خلاف سرگرم عمل رہا ہے، اب جبکہ روس شکست کھاکر افغانستان سے نکل چکا ہے۔ بھارت کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اس کی مثال اس پشتو ضرب المثل کے مطابق ہے کہ خاک نے راکھ کے ہاں پناہ لی سیلاب آیا اور دونوں بہہ گئے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ بھارت کے خلاف کشمیری مجاہدوں نے اٹھ کر جہاد کا آغاز کیا ہے۔ بھارت خود اپنے مسائل میں پھنسا ہے وہ اب کٹھ پتلی حکومت کی امداد کیا کرے گا۔ کشمیری مجاہدین کا جہاد انشاء اللہ کامیابی کی منزل تک پہنچ جائے گا۔

سوال: کہا جاتا تھا کہ حال ہی میں بُش گورباچوف ملاقات میں افغانستان کا مسئلہ بھی ایجنڈے میں شامل تھا۔ لیکن اخبارات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے اس سلسلے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

جواب: بش اور گورباچوف ملاقات و مذاکرات دنیا کے عوام اور بالخصوص مسلمانوں کی خیر خواہی کی خاطر نہیں ہوتے بلکہ وہ یہ اجلاس اور ملاقاتیں اس لئے کرتے رہے ہیں کہ وہ دنیا کے چھوٹے ممالک کو غلام اور غلام سے غلام تر بنانے کے صلاح مشورے کرتے ہیں۔

چنانچہ مسئلہ افغانستان کے متعلق بھی وہ ہٹ دھرمی اور منافقت سے کام لیتے رہے ہیں، روس اب بھی پہلے سے کہیں زیادہ کابل انتظامیہ کو فوجی امداد دے رہا ہے۔ مگر مجاہدین کی امداد میں قابل ذکر کمی آگئی ہے اسی بناء پر ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ دونوں کفری طاقتیں مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں اس لئے افغان عوام کو ان کی بات چیت اور مذاکرات سے کوئی امید نہیں۔

سوال: افغانستان سے روسی فوجوں کی پسپائی کے بعد فرانس اور بعض دیگر یورپی ممالک نے کابل سے اپنے سفارتخانے نکال دیئے تھے حال ہی میں اب فرانس نے دوبارہ کابل میں اپنا سفارتخانہ کھول دیا ہے۔ اس پر کچھ روشنی ڈالیں گے۔

جواب: فرانس کی حکومت بھی ایک کمیونسٹ نما حکومت ہے روسی افواج جب افغانستان سے بھاگ گئیں تو فرانسیسی حکومت کو بھی اندیشہ پیدا ہوا اور اپنے سفارت کاروں کو کابل سے نکلنے کا حکم دیا۔ لیکن کابل کٹھ پتلی حکومت کی بقاء اور دوام نے اسے اس خوش فہمی میں مبتلا کر دیا کہ گو مجاہدین کابل کو فتح نہیں کر سکیں گے۔ جو درحقیقت فرانسیسی حکومت کی غلط فہمی ہے اس لئے فرانسیسی حکومت کے سفارتکار اس حقیقت کا اعتراف کر چکے ہیں کہ ان کی حکومت کا یہ اقدام ایک نامناسب اقدام ہے کیونکہ پہلی کی نسبت اب کابل پر مجاہدین کے حملوں نے شدت اختیار کر لی ہے۔

سوال: ہلال احمر نے کابل میں اپنی طبی امداد میں مزید اضافہ کر دیا ہے، بہ قول ان کے کابل پر مجاہدین کی گولہ باری سے بچے اور عورتیں نشانہ بن رہے ہیں اس لئے ہلال احمر سے متعلق ہسپتالوں میں بچوں کی تعداد پہلے کی نسبت بڑھ چکی ہے، دوسری طرف عبوری حکومت کے صدر پروفیسر صبغت اللہ مجددی نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ ہم اپنے جہاد کو جاری رکھیں گے مگر کابل پر راکٹ برسانے کے خلاف ہیں۔ کیونکہ اس کی وجہ سے کابل کی عام شہریوں کی جانوں کو خطرہ ہے اس بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

جواب: جنگ کے دوران موت اور چوٹ مزدور واقع ہوتے ہیں، لیکن یہ حقیقت بھی کسی سے پوشیدہ نہیں کہ جنگ کے دوام کی سنگین ذمہ داری مزدور نجیب رژیم اور روسیوں پر عائد ہوتی ہے، مجاہدین جہاد جاری رکھنے پر مجبور ہیں آخر کب تک اس نام پر کہ جنگ کے دوران شہری اور شہروں کا صفایا ہو جاتا ہے مجاہدین اپنے حملے معطل کریں گے۔

ہم ایک بار پھر اعلان کرتے ہیں کہ افغانستان میں عوام کے قتل و قتال کی ذمہ داری اور دوام جنگ کے خطرناک نتائج نجیب انتظامیہ اور روس پر عائد ہوں گے۔ مجددی صاحب نے جو کچھ کہا ہے شاید وہ ان کی ذاتی رائے اور پالیسی پر مبنی ہو، مگر قرآن کا حکم اس بارے میں واضح اور روشن ہے، اور اس دلیل پر جنگ میں تعطل نہیں لایا جا سکتا۔ شہریوں کو چاہیئے کہ وہ محاصرہ شدہ شہروں سے نکلنے کی کوشش کریں یا مزدور رژیم کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں تاکہ حکومت پر دباؤ ڈال کر انہیں اقتدار چھوڑنے اور یوں جنگ بند کرنے پر مجبور کیا جا سکے۔

تحریر: سیّد عبداللہ

روس نے افغان جنگ میں کیا پایا؟

٢٧ دسمبر ١٩٧٩ء کے سیاہ اور بدشگون المناک واقعے کے بارے میں گذشتہ بارہ سالوں سے اخبارات، جرائد و رسائل اور دوسرے ذرائع ابلاغ کے ذریعے مختلف زاویہ نگاہ سے مضامین، تجزیے اور تبصرے پیش کئے جا رہے ہیں۔

شاید کم لوگ ایسے ہوں جنہیں افغان عوام کی جاری جدوجہد اور ١٩٧٩ء کو رونما ہونے والے واقعے سے متعلق پوری طرح آگاہی حاصل نہ ہو لیکن عصر حاضر میں چنگیز خان اور ھلاکو خان کے دور سے بڑھ کر روسیوں ظلم، دہشت و بربریت کو آشکار کرنے اور گذشتہ بارہ سالوں کے دوران اس منحوس دن کے آغاز و انجام کے بارے میں ٢٧ دسمبر کا ذکر اور اقوام عالم کے سامنے اس کے متعلق کچھ نہ کچھ تحریر کرنا اپنا قلمی جہادی فریضہ اور ایک ضروری امر سمجھتا ہوں تاکہ لوگ روسیوں اور کمیونسٹ سامراج کا اصل چہرہ پہچان سکیں اور ان کی بدلتی ہوئی شکل سے دھوکہ نہ کھائیں اور افغان عوام کی برحق جدوجہد روسی کمیونسٹ اور انسان دشمن سامراج کے خلاف مزاحمت اور مقاومت کے سلسلے میں کسی قسم کے شک و شبہے کا شکار نہ ہوں۔

٢٧ دسمبر کا دن وہ دن ہے جس کا دامن عاشق دین و آزادی مادی ترقی کے لحاظ سے نہایت پسماندہ مگر جذبۂ ایمان و حریت سے سرشار نہتی افغان قوم کیلئے درد و غم، مصائب و آلام اور تکالیف و مشکلات کا ایک بڑا اور یادگاری تحفہ لایا۔ دسمبر ١٩٧٩ء سال کا وہ مہینہ ہے، جس میں ایک آزاد، خودمختار اور اسلامی ملک کی سیاسی آزادی غصب کر دی گئی۔ راتوں رات انسانی حقوق کے نام نہاد علمبردار (روس) نے ہمسائیگی، برابری، انسانی، علاقائی اور تمام تر عالمی قواعد و اصولوں کو پامال کر کے اپنے ایک چھوٹے ہمسایہ دوست ملک افغانستان پر بغیر کسی اشتعال اور بغیر کسی وجہ کے یلغار کر کے فوجی چڑھائی کی۔

دنیا جانتی ہے کہ افغانستان کے ساتھ روس کے اچھے دوستانہ ہمسائیگی کے تعلقات قائم تھے۔ افغانستان کی سابقہ حکومتوں نے ہمیشہ روسی حکمرانوں کے اوامر اور مرضی کا بڑا خیال رکھا ہے۔ اور روسیوں کو خوش کرنے کے لئے دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ حتیٰ کہ ملک میں برسر عام روسیوں کے پالتو کتّوں کو کمیونزم کی تشہیر اور ترویج کا موقع دیا گیا۔

لیکن پھر بھی دوست خور اور عالم بشریت کے دشمن سامراج روس نے اپنے توسیع پسندانہ مذموم عزائم پورا کرنے کی غرض سے اپنی سرخ فوج افغانستان میں داخل کر دی۔ جو نو سالوں کے اندر پندرہ لاکھ بے گناہ افغان عوام کی شہادت اور ھزاروں کی اپاہج و معذور کرنے کا باعث بنی۔

افغانستان پر براہ راست حملہ کرنے سے پہلے روسیوں نے اپنے پالتو کتّوں یعنی خلق اور پرچم کمیونسٹ دھڑوں کے ذریعے "انقلاب ثور" کے نام سے کمیونسٹ نظام مسلط کرنا چاہا۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے روسی فوجی انقلاب کے ذریعے سردار داؤد کو ختم کر کے دہری نور محمد ترہ کی کو برسراقتدار لائے۔ اس کے ہاتھوں ہزاروں علماء، طالب علم اور مسلمان عوام کو شہید کروایا۔ لیکن افغانستان کے شہید پرور اور شیدائے دین مسلمان عوام نے ظالموں کے آگے نہ صرف یہ کہ اپنا سر نہ جھکایا بلکہ ان کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر جہاد کا کٹھن راستہ اپنایا اور جب و ہجرت کی راہ اپنائی۔ ہمسایہ ممالک میں پناہ لی اور اپنے بیوی بچے پاکستان اور ایران منتقل کر دیئے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ افغان غیور

عوام نے اتنی بڑی تعداد میں کیوں ہجرت کر کے اپنے ہمسایہ برادر اسلامی ممالک پاکستان، ایران اور دیگر اسلامی و غیر اسلامی ممالک میں پناہ لی۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جس سے اسلامی تاریخ سے باخبر لوگ بخوبی آگاہ ہیں۔ ہجرت ایک اسلامی فریضہ ہے جس کی ادائیگی کے بغیر باطل کے خلاف جہاد کرنا ممکن نہیں ہو سکتا۔ ارشاد خداوندی ہے کہ

هاجروا وجاهدوا في سبيل الله

ہجرت کرو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔

گو کہ نہتے اور بے گناہ افغان مسلمان عوام پر ۱۹۷۸ء سے بے جا ظلم و زیادتی اور تشدد کا دور شروع ہوا، روسی کمیونسٹ سامراج اور اس کے بغل بچے افغان قوم کو کفر و الحاد کی زنجیروں میں جکڑنے لگے، بے گناہ لوگ شہید کر دیئے گئے، جیلوں میں ڈال دیئے گئے، ماں باپ کے سامنے ان کے جگر گوشے قتل کر دیئے گئے ان کے گھر بار لوٹ لئے گئے۔ اور روسی درندوں کے ہاتھوں باعفت خواتین کی آبرو ریزی کی گئی۔ فصلیں تباہ کر دی گئیں، بے تحاشا بمباریوں کی وجہ سے سینکڑوں دیہات کا قلع قمع کر دیا گیا۔ مختصر یہ کہ گذشتہ بارہ سالوں کے دوران روسیوں اور ان کے حلقہ بگوش غلاموں کے ذریعے افغان قوم پر وہ مظالم ڈھائے گئے جنکی مثال انسانی تاریخ میں نہیں ملتی اور نہ ہی مستقبل میں ملے گی۔ خلاصہ یہ کہ افغانستان میں ایسا گھرانہ موجود نہیں ہوگا جو روسی ظلم و بربریت سے محفوظ رہ گیا ہو۔ اگر کسی کو اس بارے میں شک و شبہ ہو تو زحمت گوارا کر کے ہمارے ساتھ افغانستان کے آزاد یعنی مجاہدین کے زیر کنٹرول علاقوں کا دورہ کر کے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کریں۔

لیکن ہماری مومن اور غیور قوم نے یہ سارے مصائب و آلام نہایت جرات و حوصلہ مندی کے ساتھ سہے۔ انہیں ناموس دین و وطن کی حفاظت، جارح روسی سامراج کو اپنی سرزمین سے نکالنے اور باطل قوت کا مقابلہ کرنے کیلئے جہاد کے سوا اور کوئی راستہ دکھائی نہیں دیتا۔ اس لئے انہوں نے اس مقدس مقصد کے حصول کی خاطر گھر بار، خانہ و کاشانہ کو الوداع کہہ کر ہجرت کا راستہ اپنایا اور روسی سرخ حملہ آور فوج کیلئے جس کے بارے میں مشہور تھا کہ روسی افواج جہاں کہیں بھی قدم جمائے وہاں سے واپس نہیں ہٹتی۔ قہر سامان بنکر انہیں ایسی ذلت و رسوائی کے ساتھ افغانستان سے نکل بھاگنے پر مجبور کر دیا کہ اب دریائے آمو کے اس پار اپنے زخم چاٹ رہی ہیں۔

۲۷ دسمبر کا دن، دسمبر کا مہینہ اور ۱۹۷۹ء کا سال وہ یادگاری ماہ و سال ہیں جن سے افغانوں کے ہاتھوں دنیا کی ایک طلسماتی مادی سپر طاقت کے زوال کا دور شروع ہوا۔ یہ زوال برطانوی امپیریلزم کے زوال سے قریبی مماثلت رکھتا ہے۔

ایک وقت ایسا تھا کہ انگریزی استعمار کی حدود امپراطوری میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ لیکن انہوں نے جب افغانستان میں دست درازی شروع کی تو اسلامی سرزمین افغانستان کے عقاب صفت مکینوں نے انہیں ایسا مار بھگایا کہ انہوں نے آئندہ کسی بھی ملک پر حملہ کرنے کا ارادہ تک بھی ترک کر دیا۔ مطلب یہ کہ اگر انگریزوں کا دور زوال افغانستان سے آغاز پایا تھا۔ تو اب عصر حاضر کی استعماری طاقت روس کا زوال بھی افغانستان کے جیالے اور سرفروش مجاہد افغانوں کے ہاتھوں شروع ہوا۔

روٹی، کپڑا اور مکان جیسے کھوکھلے نعروں کے دعویداروں کا اصل روپ دنیا والوں پر ظاہر ہو گیا۔

افغانستان میں روس کو کیا ملا

روس نے ایک بڑے مقصد کے حصول کیلئے افغانستان پر حملہ کر دیا تھا۔ اور اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے اس نے افغانوں پر دل سوز مظالم ڈھائے اور انہیں اپنے سامراجی جال میں پابہ سلاسل کرنے کی خاطر ہر قسم کے حربے استعمال کئے لیکن جس قوم نے صرف اپنے خالقِ حقیقی کا طوق بندگی اپنی گردنوں میں ڈال دیا ہو وہ اللہ کے سوا کسی اور کی زنجیر غلامی میں پابند نہیں ہو سکتی۔

افغانستان پر روسی افواج کی یلغار کا مقصد بالکل روشن تھا۔ روسیوں کا خیال تھا کہ افغانستان کے

بعد پاکستان ان کا مطمع نظر ہوگا اور اس طرح وہ گرم پانیوں کے سمندر تک پہنچ کر نہ صرف خلیج کے تیل کے ذخائر پر قابض ہو جائیں گے بلکہ پوری دنیا پر اپنی حکمرانی کا راج قائم کرنے کے لئے خلیج فارس کا عالمی تجارت کا بحری راستہ بھی قبضہ کرلیں گے۔ روسی بظاہر تو ہٹلر کی پالیسیوں کے مخالف نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ چنگیز ہلاکو اور ہٹلر سے بڑھ کر توسیع پسندانہ پالیسیوں پر گامزن تھے۔ لیکن جیالے، غیور اور حریت پسند افغان عوام مجاہدین نے انہیں اپنے ان مذموم اور گھناؤنے عزائم میں کامیاب نہیں ہونے دیا اور نہ صرف یہ کہ انہیں اپنے اس مقصد میں کامیابی حاصل نہ ہوئی بلکہ دنیا پر سے ان کے استعماری جال کا بوریا بستر گول ہونے لگا۔ کمیونزم شرمندہ و رسوا ہو کر دنیا والوں کی نفرت کا باعث بن گیا۔

روسی ناک کو بری طرح دھچکا لگا۔ روس دنیا میں بے اعتبار و بے اعتماد ہو کر اپنے مستقبل کے لئے حیران و ششدر رہ گیا۔

روسیوں کی دوستی پر سے دنیا والوں کا اعتماد اٹھ چکا ہے۔ رومانیہ، مشرقی جرمنی، بلغاریہ اور دیگر کمیونسٹ بلاک کے ممالک میں کمیونسٹ نظام کا خاتمہ ہوا۔ خود روسی امپراطوری کے اندر مقبوضہ ریاستوں میں آزادی کی لہر دوڑ گئی ہے حتیٰ کہ بعض ریاستیں آزادی کا اعلان بھی کر چکی ہیں۔ یہ سب روسیوں کو افغانستان میں جری افغان عوام پر جنگ مسلط کرنے کے صلے میں ملا اور ان شاء اللہ مزید برے اور بدتر اثرات اس پر پڑ رہے ہیں۔

افغانستان میں روسی جرائم کا مختصر جائزہ

روسیوں نے افغانستان میں جن جرائم کا ارتکاب کیا ہے انہیں ایک مقالہ، رسالہ یا کتاب میں سمویا نہیں جا سکتا بلکہ ان پر بے شمار کتابیں بھری جا سکتی ہیں۔ ہم یہاں محض روسیوں کے جرائم کی طرف انتہائی معمولی اشارہ کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

روسی درندوں نے افغانستان میں اپنی جارحیت کے آغاز ہی سے بے گناہ لوگوں کی پکڑ دھکڑ، زدو کوب، قید و بند، قتل و غارتگری، وحشت و درندگی اور لوٹ کھسوٹ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ دن رات لوگوں کے گھروں میں داخل ہو کر قیمتی اشیاء پر قبضہ کرنا اور باعصمت و باپردہ معصوم عورتوں کی بے حرمتی، انفرادی و اجتماعی طور پر مسلمانوں پر مہلک ہتھیاروں، گولیوں کی باڑھ چلا کر انہیں شہید کرنا، زندہ انسانوں کو بلڈوزروں سے زندہ درگور کرنا، معصوم اور ننھے منے بچوں کو پکڑ کر نظریاتی کمیونسٹ بنانے کیلئے روس بھیجنا۔ آسمانی کتاب قرآن عظیم الشان کو نذر آتش کرنا۔ مسجدوں کو شہید کر دینا۔ دیہاتوں پر بمباری کر کے انہیں مسمار کرنا۔ فصلوں اور کھلیانوں کو آگ لگانا۔ ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں جوانوں اور بوڑھوں کو جیلوں میں مختلف انسانیت سوز تکالیف و اذیتیں دے کر شہید کرنا اور گولہ باری و بمباری روز کا معمول تھا۔

اب جبکہ روسی افواج کو افغانستان سے بھاگے ہوئے ایک سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے پست فطرت روسی اب بھی افغانستان میں محصور اپنے غلاموں اور کٹھ پتلی انتظامیہ کو امداد دے رہا ہے اور اب بھی اس خوش فہمی کا شکار ہے کہ شاید بے تحاشا روسی فوجی و معاشی امداد سے ان کے پٹھوؤں میں مجاہدین کی کاری ضربوں کا مقابلہ کرنے، ان کی مزاحمت میں ثابت قدم رہنے اور بقا کی سکت باقی رہے گی۔ لیکن روس اپنے اس عمل سے ایک طرف اپنے اور اپنے ایجنٹوں کا مذاق اڑا رہا ہے۔ اور دوسری جانب اپنے خلاف پہلے سے بڑھ کر افغان جیالوں کے احساسات کو بھڑکا رہا ہے۔ ورنہ جس مقصد کے حصول میں خود روسیوں کو شکست، رسوائی و پسپائی کا سامنا کرنا پڑا تو ان کے زرخرید غلاموں کو کیسے کامیابی ہو سکتی ہے۔

ہماری شہید پرور اور آزادی کی شیدائی قوم اپنے پندرہ لاکھ شہداء کا خون رائیگاں نہیں ہونے دے گی۔ کامیابی کی منزل کا یہ آخری مرحلہ بھی کامیابی سے انجام پائے گا اور عنقریب روسیوں کی باقیات کو بھی نیست و نابود کر کے افغانستان میں ایک مبنی بر عدل و انصاف آزاد، خود مختار اور اسلامی حکومت قائم کردی جائے گی ٭

۲۷ر دسمبر ۱۹۷۹ء اور افغان جہاد

دنیا کی تاریخ میں افغانستان جس اہمیت کا حامل ہے۔ شاید کسی دوسرے ملک کی تاریخ ہو۔ اسی طرح آزادی کے لئے افغانوں نے اپنی تاریخ کے ہر دور میں جس پامردی، جانبازی جرأت اور مردانگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس کی مثال بھی کم نظر آتی ہے ماننا پڑتا ہے کہ ترقی کے ہر دور میں افغان مقابلتاً پسماندہ ملکوں میں شمار ہوتا رہا ہے۔ لیکن جذبۂ ایمان اور قوتِ بازو میں ہر دور کی ہر طاقت سے زیادہ ترقی یافتہ اور جذبۂ آزادی کی دولت سے مالا مال رہا ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ افغان کٹ تو سکتے ہیں۔ لیکن کسی بھی بڑی سے بڑی طاقت کے سامنے جھک نہیں سکتے۔ وہ اپنی زندگی میں جس چیز کے شیدائی ہیں وہ دو ہی چیزیں ہو سکتی ہیں۔ اول اسلام اور دوسری آزادی۔ یہی ان کی زندگی کے لئے اوڑھنا بھی ہے اور بچھونا بھی اور انہی کی بقا کے لئے وہ اپنے سروں کو ہتھیلیوں پر رکھے ہوئے ہیں اور جب بھی انہیں کسی بیرونی آفت سے خطرہ ہوتا ہے۔

افغانوں کا جذبۂ ایمان، حب اسلام اور عشقِ آزادی ایک شعلہ بن کر اس خطرے کو بھسم کر دیتا ہے۔ اور ان کے مذہب اور آزادی کے لٹیروں اور غاصبوں کا کلہ مینار بنا کر آئندہ کے متجاوزوں کے لئے ایک زندہ جاوید علامت کھڑا کر دیتے ہیں۔ انہیں اپنا شکار سمجھ کر ایسا جھپٹتے ہیں کہ ان کا گوشت اور پوست تک نوچ لیتے ہیں اور پھر اگر وہ بھاگنا بھی چاہیں۔ تو یہ انہیں نہیں چھوڑتے اور اپنی تلواروں کو اُن کے خون سے چمکا دیتے ہیں۔

کسی بھی دور کی کوئی سیاسی طاقت جب اپنی مادی طاقت کے گھمنڈ میں ترقی کے مادی بلندیوں کو چھو لیتی ہے، تو فوجی لحاظ سے ایشیاء کے اہم ترین ملک افغانستان کا رُخ کر کے گرم پانی اور اس کے ارد گرد ممالک اور وہاں کی دولت پر قبضہ کرنے کا خواب دیکھتی ہے چنانچہ روس بھی یہی آرزو لے کر ۲۷ر دسمبر ۱۹۷۹ء کے روز افغانستان پر حملہ آور ہوا، پہلے صدارتی محل اور ریڈیو پر قبضہ کیا اور اُس وقت کے اپنے پٹھو صدر حفیظ اللہ آمین اور اس کے خاندان کو تہ تیغ کیا اور ببرک کارمل جو نور محمد ترکی کے خوف سے بھاگ کر مشرقی یورپ میں افغانستان کی صدارت کا خواب دیکھ رہا تھا۔ روس اسے تاشقند لے آیا اور پھر وہاں سے ٹینک میں بٹھا کر کابل پہنچا اور افغانستان کی صدارت کا تاج اس کے سر پر رکھ دیا۔ چنانچہ افغان مجاہدین نے آزادی کی جنگ لڑنے کا فیصلہ کیا اور افغانستان کے چپے چپے پر روسی فوجوں کے خلاف مسلح جہاد کا آغاز کیا۔ روسی فوجوں نے افغانستان کے باشندوں پر ظلم و تشدد کا ہر نسخہ آزمایا۔ لیکن مجاہدین

اور افغان عوام نے ڈٹ کر مقابلہ کیا. حتیٰ کہ لاکھوں افغان شہید ہو گئے. لاکھوں مختلف ممالک کو ہجرت پر مجبور ہوئے اور لاکھوں کی تعداد میں معذور کر دیئے گئے. آبادیوں کو بمباری سے منہدم کیا گیا کھڑی فصلیں اور باغات کو جلا دیا گیا لیکن اس وحشت اور بربریت کے باوجود افغان مجاہدین نے جہاد کو دوام دیا اور اس وقت تک روسی جارحیت کے خلاف لڑتے رہے. جب تک اسے شکست سے دوچار نہ کیا. روس جنیوا معاہدے کی آڑ میں افغانستان سے اپنی حسرتوں کا جنازہ اٹھا کر ماسکو میں اُسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفنایا اور اس حقیقت کو تسلیم کیا. کہ روس نے افغانستان پر حملہ کر کے ایک ایسی غلطی کا ارتکاب کیا، جس کی مثال نہیں ملتی.

روس تو مجاہدین کے ہاتھوں شکست کھا کر بھاگ گیا. لیکن اس کے زر خرید اب بھی روسی باقیات کی شکل میں موجود ہیں. جنہیں روس کی پشت پناہی حاصل ہے اور ایک اندازے کے مطابق ہر ماہ انہیں تیس کروڑ ڈالر کا جدید اسلحہ دیتا ہے. ضرورت کے وقت تاشقند سے روسی جہاز مجاہدین کے ٹھکانوں پر حملے بھی کرتے ہیں اور اس طرح افغانستان میں ایک غیر قانونی، غیر اخلاقی اور اپنی پٹھو حکومت کو سہارا دینے کے لئے ہر جائز و ناجائز ہتھکنڈے استعمال کر رہا ہے. لیکن مجاہدین نے بھی قسم کھائی ہے کہ جب تک روسی فوجوں کی طرح روسی باقیات کا بھی صفایا نہ کریں اور افغانستان میں ایک آزاد اور خود مختار اسلامی حکومت عمل میں نہ لائیں آرام سے نہیں بیٹھیں گے. کیونکہ مجاہدین کی منزل مقصود اور زندگی کا مقصد صرف اور صرف افغانستان کی اسلامی سرزمین پر ایک آزاد اور غیر جانبدار اسلامی حکومت کا قیام ہے. جس کو حقیقت بنانے کے لئے مجاہدین اب بہت قریب پہنچ گئے ہیں.

روسی جارحیت کے خلاف مجاہدین کا اقدام ہر لحاظ سے جائز اور حق بجانب تھا. یہی وجہ تھی کہ جنوری ۱۹۸۰ء میں سیکیورٹی کونسل نے افغانستان میں روسی جارحیت کی مذمت کی.

اسی طرح اسلامی کانفرنس کے وزراء خارجہ کی کانفرنس جو اسلام آباد میں مئی ۱۹۸۰ء میں منعقد ہوئی تھی مندرجہ ذیل چار شقوں پر مشتمل ایک قرارداد منظور کی (۱) اسلامی کانفرنس افغانستان پر روسی جارحیت کی مذمت کرتی ہے اور مطالبہ کرتی ہے کہ فوراً اپنی فوجوں کو وہاں سے نکال دے.

(۲) افغانستان کے اسلامی اور غیر جانبدارانہ تشخص کو بحال کیا جائے.

(۳) افغان عوام کے حق خود ارادیت کو تسلیم کیا جائے تاکہ وہ اپنی مرضی کے مطابق نظام، طرز حکومت اور سربراہ کو کسی بیرونی دباؤ کے بغیر منتخب کر سکیں

(۴) ایسے حالات پیدا کئے جائیں جن سے افغان مہاجرین جو پاکستان اور ایران ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں عزت، آبرو اور محفوظ طریقے سے افغانستان لوٹ سکیں.

اسی طرح اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ہر سال واضح اکثریت سے روسی حملے کی شدید مذمت اور اس کی فوجوں کی واپسی کا مطالبہ کیا. اس طرح دنیا کے مختلف اداروں نے روسی مسلح جارحیت کی سخت مذمت کی اور مجاہدین افغانستان کے جہاد اور ان کی قربانیوں کو خراج تحسین پیش کیا جنیوا معاہدہ کو روس اور امریکہ کی ملی بھگت قرار دیا اور کہا کہ امریکہ کی مدد پر کوئی بھروسہ نہ کیا جائے اور مسلم دنیا سے اپیل کی کہ مسلمان خود اس جہاد میں حصہ لیں اور مجاہدین افغانستان کی مالی اور فوجی امداد

(باقی ص ۳۲ پر)

یاد رفتگان

تحریر: شہرت ننگیال : ترجمہ: سید عبداللہ

جناب شہید عبداللہ عزام کی پہلی برسی کی مناسبت سے

ڈاکٹر عبداللہ عزام

ایک مجاہد - ایک دیدہ ور

مجاہد بھائیو! اسلام کے دشمن چاہتے ہیں کہ فلسطین کی المناک تاریخ ایک بار پھر تم پر دُہرائے۔ لیکن خیال رکھیں کہ دشمن اپنے اس مقصد میں کامیاب نہ ہو۔ اپنا اختیار کسی مت دو۔ یہ صرف تمہارا ہی حق ہے تمہاری عظمت اور عزت جہاد میں ہے۔ آج آپ نے ساری دنیا میں عزت اور شرف کا جو مقام حاصل کیا ہے۔ یہ صرف تمہارے مجاہدانہ کردار کی وجہ سے ہے

یہ ایک ضمیر روشن کی صدا ہے۔ ایک زندہ اور مقدس دل کی آواز اور ایک باعظمت احساس کی ندا ہے۔ یہ محبت اور دوستی کی زبان پر اخوت اور بھائی چارے کا پیغام ہے۔ حقیقت اور ہمدردی کی زبان پر بیداری کا درس ہے۔ اور واقعیت اور بصیرت کی زبان پر پلٹنے اور جھپٹنے کی دعوت ہے۔

یہ اسلام کے ایک دیدہ ور داعی کے الفاظ ہیں۔ ایک انقلابی مبارز کی صدائے بازگشت اور ایک قہرمان مجاہد کی گفت ہے۔ جنہوں نے اپنی ساری زندگی دشمن کے خلاف جہاد میں گزاری ہے۔ اور راہِ خدا میں مسلسل جہاد کیا ہے۔ ان چند الفاظ کے پیش منظر میں ایک گہرا احساس بیقرار ہے۔ ان چند جملوں میں ایک زندہ جاوید درس ہے ان سطور میں عزت اور عظمت کے راز پوشیدہ ہیں۔ ان مخصوص الفاظ میں ایک عبرت ناک المیے کی وہ حقیقت پنہاں ہیں جو اسلامی امت کی فخریہ تاریخ کے المناک حادثات اور غم بھری داستانوں پر مبنی ہیں۔ یہ ایک قطعی عزم کا اظہار اور ایک فولادی ارادے کی ترجمانی کے ساتھ ساتھ دور اندیشی کے علمبردار ہیں۔ یہ الفاظ ایک ایسی فکر کی عکاسی کرتی ہے جو ساری دنیا کی فکر کو اپنے دامن میں تھامے ہوئے ہے اس کی دوربینی کو احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ نہ

دریا اس کی راہ میں حائل ہو سکتے ہیں اور نہ پہاڑ۔

ایمان اور عزم کے مالک ساری دنیا کی آبادی اور خوشحالی کے فکر میں ہوتے ہیں۔ وہ شمع کی مانند اپنے ماحول بلکہ ساری دنیا میں روشنی پھیلانے کی خواہش میں جلتے ہیں۔ وہ خود تو جلتے ہیں۔لیکن دنیا کے لئے روشنی کا ایک ابدی مینارہ ثابت ہوتا ہے۔

اسلام دعوت ہے، مبارزہ ہے، جہاد ہے اور مسلمان اس کے داعی ہیں، مبارز ہیں اور مجاہد ہیں، شہید ڈاکٹر عبداللہ عزّام ایک دیدہ ور اور دانشور داعی تھے اسلام کے مبارز اور راہِ خدا کے بہادر اور نڈر مجاہد تھے۔ ان کی نظر عمیق اور مشاہدہ گہرا تھا۔ ان کا تجربہ مانا ہوا، اور ارادہ اٹل تھا۔ انہوں نے اپنی مجاہدانہ زندگی کے اونچ نیچ سے بہت کچھ سیکھا تھا۔ وہ اپنے مبارزے کے ہر پہلو پر گہری نظر رکھتے تھے۔ وہ علم کی دولت سے مالا مال تھے اور تجربے اور مشاہدے میں لاثانی تھے۔ وہ جانتے تھے کہ کس طرح استعمار نے مسلمانوں کے قبلہ اول کی بازیابی کے لئے ان کے اپنے وطن کی مقاومت کی راہ میں مشکلات پیدا کئے ہیں: انہوں نے اسلامی امت کا یہ دردناک المیہ اور اندوہناک فاجعہ کا مشاہدہ اپنی آنکھوں سے کیا تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ انہوں نے جہاد افغانستان کے بارے میں استعماری سازشوں کو ناکام کرنے کے لئے اپنی زندگی، اپنا قلم اور اپنا بیان وقف کیا تھا۔ اسی ضمن میں آپ کی ساری توجہ، کوششیں اور جدوجہد جہاد افغانستان کی کامیابی کے لئے تھیں اور اس کوشش میں تھے کہ افغانستان دوسرا فلسطین نہ بن جائے۔ کیونکہ اُمت کا ایک نہایت اندوہناک المیہ اور دردناک تاریخ آپ کے سامنے تھی۔ ان تمام واقعات کے زخم ابھی ہرے تھے اور ان زخموں سے رستا ہوا خون زبان حال سے اپنی دردناک سرگزشت بیان کر رہا تھا۔ آپ اسلام کے دشمنوں کے منصوبوں سے باخبر اور مقاومت کے اندر بے اتفاقیوں، خود خواہیوں اور غفلتوں کے نتیجے میں امت کی عظمت کو ٹھیس لگنے کے شاہد تھے۔ اسی وجہ سے افغانستان کے جہاد میں افغان مجاہدین کے لئے وہ روشنی کے ایک مینار کی حیثیت رکھتے تھے۔ وہ اس عقیدے پر تھے کہ مسلمانوں کو ایک ہی جگہ سے دو بار تکلیف نہ پہنچے اور یہی وجہ تھی کہ اس دفعہ استعمار کی طرف سے تہدید وہ کسی طرح بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

وہ اس حقیقت سے اچھی طرح واقف تھے کہ اگر خدا نخواستہ افغانوں کی مقاومت بے اتفاقیوں، خود خواہیوں اور غفلتوں کی وجہ سے مصلحتوں کا شکار ہو جائے، تو پھر یہ ممکن نہیں ہے۔ کہ اُمت کی نجات اور عظمت کے کاروان کے سامنے کوئی حرکت کا ہنگامہ گرم کر سکے۔

آپ جہادِ افغانستان کو اسلامی اُمت کی عظمت اور بالادستی کی منزل سمجھتے تھے اور اسلامی امت کی تمام اُمیدیں آپ نے جہاد افغانستان سے

> ایمان اور عزم کے مالک ساری دنیا کی آبادی اور خوشحالی کی فکر میں ہوتے ہیں، وہ شمع کی مانند اپنے ماحول بلکہ ساری دنیا کی خواہش میں جلتے ہیں لیکن دنیا کے لیے روشنی کا ایک ابدی مینار ثابت ہوتا ہے۔

دابستہ کی تھیں۔ آپ اس عقیدے پر تھے کہ یہ جہاد صرف افغانستان کا جہاد نہیں بلکہ تمام امت مسلمہ کے دفاع اور عظمت کا معرکہ ہے۔

افغان جہاد، فلسطین اور دوسرے اسلامی ممالک کی آزادی اور نجات کا جہاد ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے سب کچھ پس پشت ڈال کر جہاد میں شامل ہوئے۔ اپنی ملازمت کو خیرباد کہا۔ آسائش اور راحت کی زندگی چھوڑ دی۔ جہاد کے جذبے سے پہاڑوں اور میدانوں میں پہنچے اور شہادت کی آرزو لے کر جہاد میں شامل ہوئے۔ آپ افغانستان کی تاریخ، جذبہ جہاد سے واقف تھے۔ اور آپ سمجھتے تھے کہ افغانوں میں دشمن کو شکست دینے کی تمام تر صلاحیتیں موجود ہیں۔ کیونکہ افغانوں کے حوصلے بلند اور ارادے اٹل ہیں۔ اس لئے تو انہوں نے لکھا ہے کہ

افغانستان ابوحنیفہؒ، بیہقیؒ، ہرویؒ اور سید جمال الدینؒ کا وطن ہے، ابدالی اور غزنوی کا مسکن ہے اور ہند کے فاتحین کا میہن ہے۔ افغانستان کی تاریخ گواہ ہے کہ یہاں کے ملکیوں نے کسی جارح اور استعمار کے سامنے سر نہیں جھکایا ہے اگرچہ افغان مادی لحاظ سے غریب نہیں پسماندہ ہیں۔ لیکن ایمان، غیرت اور ناموس کے لحاظ سے دنیا کی غنی ترین قوم ہے۔ دنیا کی وہ قوم ہے۔ جس کی بہادری اور اولوالعزمی کی داستانیں دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ یہ ایک ایسی ملت ہے۔ جو اسلام کی عزت، عظمت اور جلال پر اپنے سروں کا نذرانہ پیش کرتی ہے۔

شہید عزام نے افغان مجاہدین کے قوت بازو، ارادے اور خون میں یہ جوہر اور استعداد دیکھ لیا تھا کہ یہ ملت اپنے ایمانی جذبے کے سہارے اسلام کی عظمت اور سربلندی کی خاطر اپنے تن، من، دھن تک قربان کرتے ہیں اور اسے اپنا طرۂ امتیاز سمجھتے ہیں، افغانوں سے محبت اور ہمدردی نے آپ کی زندگی میں وہ رنگ ڈالا تھا جس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ جہاد کے موقعے پر بعینہٖ ایک افغان مجاہد معلوم ہوتے تھے۔

شہید ڈاکٹر عظام ایک نام نہیں ایک شخص نہیں، ایک ڈاکٹر اور پروفیسر نہیں بلکہ آپ ایک لشکر تھے، ایک حرکت ایک ادارہ اور ایک اکیڈمی تھے وہ ہر استعمار کے سر کا ایک مستقل خطرہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ استعمار آپ کو برداشت نہ کر سکا۔ لیکن کیا آپ کی شہادت سے یہ خطرہ ٹل گیا ہے؟

نہیں، ہرگز نہیں۔ ڈاکٹر عظام نے جہاد افغانستان میں جو کردار ادا کیا ہے آپ کے اس کردار نے سینکڑوں عظام پیدا کئے ہیں۔ کیونکہ مسلمان کی زندگی داعی اور غازی کی ہوتی ہے۔ اور اس کا مرنا شہادت ہے، جو ہر استعمار اور استکبار کے وحشت کے تاریک میناروں میں اپنے لہو سے اسلام کا مشعل روشن کرتا ہے اور یا اُسے ڈھا دیتے ہیں۔

شہید عزام کا غازیانہ اور مومنانہ کردار افغانوں کے دلوں پر ایک نقش لازوال کی طرح باقی رہے گا۔ اور جب دنیا میں ایک بھی افغان زندہ ہو وہ ڈاکٹر عزام کی مقدس کردار کی عظمتوں کو اپنے خلوص اور محبت کا سلام کرتا رہے گا۔ ۰

هرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد به عشق
ثبت است بر جریدهٔ عالم دوام ما

گوربا چوف نے جہاں سے زخم کھائے ہیں اس جانب شدت سے متوجہ رہا - وہ اس کوشش میں ہے کہ کمیونزم کی تمام تر شکست و رسوائی کا انتقام افغانوں سے لے۔

ذکی اللہ

افغان مسئلہ اور عالمی خاموشی

افغان مسلمان ملت کی بے دریغ قربانی بارہ سالہ جہاد کمیونزم کے سرخ اژدھا سے مقابلہ اس کا باعث ہوا کہ دنیا کو کمیونزم کے وحشی نظام سے نجات دلادے اور دنیا کی مظلوم قوموں کو بیدار کرکے آزادی کی مٹھاس سے روشناس کرادے۔ یہ بھی ہر کسی کو معلوم ہے کہ گوربچوف کے اصلاحات کی پالیسی اس کی پسند کی وجہ نہیں بلکہ افغانوں کے ہاتھوں کمیونزم کی شرمناک شکست اور تنازعہ کے بقاء کی طمع تھی کہ گویا اس راستے سے کمیونزم کے مردود نظام کو ایک اور صورت میں زندہ رکھا جاسکے۔

ہاں! افغانستان میں روس کی فوجی اور نظریاتی شکست کے باعث مشرقی یورپ میں مزاحمت اور مقاومت کی تحریکیں اٹھیں اور اس کے نتیجے میں روس کی مسلط کردہ کٹھ پتلی حکومتیں ختم کردی گئیں۔ وسطی ایشیا جو ساٹھ سالوں سے کمیونزم کی زنجیروں میں جکڑی ہے بیدار ہوا اور اپنی آزادی کے حصول کی خاطر قربانی دینے کے لیے کمر ہمت باندھ لی۔ یہاں تک کہ خود روس کی ریاستیں کمیونزم کی زنجیریں توڑنے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی اور یوں عالمی سیاست اور سیاسی نقشے میں گہری تبدیلیاں آئیں۔

یہ سب کچھ ہوا۔ لیکن گوربچوف نے جہاں سے زخم کھائے ہیں اس جانب شدت سے متوجہ رہا۔ وہ اس کوشش میں ہے کہ کمیونزم کی تمام تر شکست و رسوائی کا انتقام افغانوں سے لے اور اگر سب لوگ آزادی حاصل کرتے ہیں تو خیر لیکن افغانوں کو نہ چھوڑے کہ وہ آرام سے رہیں اور انسانی آزادی تک پہنچیں چنانچہ اسی لیے نجیب کٹھ پتلی حکومت جو روسی حمایت و تائید کے بغیر کسی قسم کا خارجی وجود نہیں رکھتی کو دانتوں تک بھاری مہلک اور تباہ کن ہتھیاروں

سے لیس کر دیا۔ ظاہراً افغانستان سے اپنی شکست خوردہ افواج نکالیں، لیکن اپنے ہزاروں تازہ دم مشیر سکڈ میزائلوں چلانے والے ماہرین اور عسکری امور میں مہارت رکھنے والے افراد افغانستان بھیج دیئے اور یوں حالتِ نزع میں جینے والی نجیب حکومت کی بقاء کے لیے وحشت و درندگی کرنے کا کام انہیں سونپ دیا گیا۔ عالمی باوثوق ذرائع ابلاغ کے مطابق روس اپنے تمامتر خراب اقتصادی حالت کے باوجود کابل رژیم کے تحفظ واستحکام اور بقاء پر تین سو میلین ڈالر ماہانہ خرچ کر رہا ہے اور اسلحہ سے بھرے ہوئے طیارے ہر روز کابل ایئرپورٹ پر اتر رہے ہیں۔

افغانستان سے روسی فوجی انخلاء کے بعد ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا کہ افغانستان کے بے گناہ لوگوں پر بمباری نہ ہوئی ہو اور روسی اسلحہ سے بے گناہ افغان مسلمان شہید نہ ہوئے ہوں۔ اور یہ سلسلہ پوری شدت سے اب بھی جاری ہے۔ عالمی سیاسی اور انسانی حلقے گذشتہ بارہ سالہ جہاد میں اگرچہ کسی حد تک افغانوں

> ظاہراً روس نے افغانستان سے اپنی شکست خوردہ افواج نکالیں۔ لیکن اپنے ہزاروں تازہ دم مشیر، سکڈ میزائل چلانے والے ماہرین اور عسکری امور میں مہارت رکھنے والے افراد کو افغانستان بھیج دیا۔

کے مصائب و مشکلات اور ان پر روسی وحشت و درندگی کا ذکر کرتے رہے اور اگر سو میں ایک فیصد بھی حق ادا کرتے رہے مگر پھر بھی یہ تھا کہ افغانوں کے جہاد و مزاحمت کی حمایت کرتے رہے۔ لیکن اب جبکہ روس نے مشرقی یورپ میں مغرب کو سیاسی رشوت دی ہے۔ اور مغربی تاجروں کے لیے مشرقی یورپ کے تجارتی راستے کھول دیئے ہیں تو افغانستان کے حوالے سے بڑے پیمانے پر خاموشی آئی ہے۔ دنیا نے نہ صرف افغانستان میں جاری روسی وحشت و درندگی پر آنکھیں بند کر دی ہیں۔ بلکہ لاکھوں افغانوں کے قاتل گرباچوف کو امن کے نوبل انعام سے نوازا اور صلح و امن کے دشمن کو امن کا داعی گردانا اور یہ حقیقت ایک بار پھر آشکارہ ہوئی ہے کہ یہ ممالک صرف اپنے مقاصد کے حصول تک رسائی حاصل کرنے تک دوستی کرتے ہیں اور بس۔

مطیع اللہ عابد جامعہ پشاور

کشمیر بلاتا ہے

جدید انسانی تہذیب کی عظمت اور رفعت کا ڈنکا چاروں سُو نج رہا ہے۔ ہر طرف یہی شور و غوغا ہے کہ انسان نے انسانیت کی عظمتوں کو چھو لیا ہے۔ انسان ان تمام خصلتوں سے بہرہ ور ہو گیا ہے جو کسی مہذب معاشرے کے افراد کے لئے لازمی ہوتے ہیں۔ اخلاقی اقدار، معاشی انصاف، معاشرتی مساوات، باہمی مفاہمت، امن و آشتی کی فضا اور ایک دوسرے کے ساتھ باہمی انسانی رشتوں کے متعلق طرح طرح کی باتیں زباں زد خاص و عام ہیں۔ کوئی اپنے آپ کو امن کا بابا کہتا ہے، کوئی بابائے جمہوریت، کوئی قائد مساوات اور کوئی داعی انصاف ہونے کا دم بھرتا نظر آتا ہے نوبل پرائز کی تختیاں اپنے گلوں میں لٹکائے پھر رہے ہیں۔ حال ہی میں ایک ایسے دشمنِ امن و انصاف کو عالمی امن کا نوبل پرائز ملا جس کی ذات خود لاکھوں انسانوں کے بے گناہ قتل و قتال کی ذمہ دار ہے۔ جس کے ہاتھوں پہ کئی انسانوں کا خون ہے۔ جس کا دامن ہی نہیں سارا جسم خون ناحق سے داغدار ہے لیکن ؎

میں کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں !
کہ سارے شہر نے پہنے ہوئے ہیں دستانے

امن عالم کے ایسے دعویداروں کے لئے کوئی کیا کہہ سکتا ہے؟

آج اپنے آپ کو امن و صلح کے پُتلے سمجھنے والے اپنے اندر بڑے بھیانک رُوپ چھپائے ہوئے ہیں۔ بات کھُل کر کروں گا۔ روس جس کا راہنما گوربچوف کو عالمی امن کا نوبل انعام ملا اُسی قبیلے کا فرد ہے جس کا سردار سٹالن جیسا سفاک انسان تھا۔ جس کے پیش رو لینن اور خروشیف جیسے دشمنانِ امن وسط ایشیا و مشرقی یورپ تھے۔ جس کے ایک پیش رو برزنیف بھی تھے جس نے شراب کے نشے میں دُھت ہو کر افغانستان کے معصوم عوام پر اپنی فوج کی چڑھائی کا حکم صادر کر دیا آج انہی لوگوں کے نمائندے اور وارث کو امن کا انعام دیا گیا ہے۔

امریکہ جسے آجکل مساوات اور معاشرتی انصاف کے لئے مثال کے طور پر پیش کیا جا تا رہا ہے۔ اسی امریکہ کے لوگ اپنے آپکو نہایت ہی درد مند دل رکھنے والے شمار کرتے ہیں لیکن اسی امریکہ کا ایک دوسرا رُخ بھی ہے جس سے فلسطین کے نہتے مظلوم عوام بخوبی واقف ہیں اسرائیل امریکہ کا پالتو خونخوار کتا ہے۔ جس نے کئی عشروں سے پیغمبروں کی سرزمین پر ایک ایسا وحشیانہ کھیل شروع کر دیا ہے جس میں اب تک کئی ہزار فلسطینی پیر و جوان، مرد و زن موت کی بھینٹ چڑھے ہیں۔ یہ امریکہ ہی ہے جو اسرائیل کی پشت پناہی کر رہا ہے اور جب اسرائیل کے خلاف کوئی قرار داد منظور ہونے کے لئے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پیش ہوتی ہے، تو ویٹو کی چُھری سے اس کا گلا کاٹ دیا جاتا ہے اور اب تک کتنی ہی قرار دادیں ویٹو کی زد میں آکر اپنا اثر کھو چکی ہیں جبکہ دوسری جانب یہی امریکہ انسانی حقوق کیلئے کمیشن پہ کمیشن بنا رہا ہے۔

تمام دنیا میں امریکہ کی انسان دوستی اور حق پرستی کا ڈنکا اتنے زور و شور سے بج رہا ہے کہ اس کے شور میں فلسطینیوں کے بلکتے شیر خوار بچوں اور سسکتی ماؤں کی آہ و زاری دب جاتی ہے۔

آج سے ۴۳ سال قبل تقسیم پاک و ہند کے موقع پر وہ تمام علاقے پاکستان میں شامل کرنے کی بات ہوئی تھی جن میں مسلمانوں کی اکثریت ہے، کشمیر بھی ان علاقوں میں تھا لیکن ہندو بنئیے نے حسب عادت مکاری سے کام لیتے ہوئے اس وقت کے ڈوگرہ مہاراجہ سے کشمیر چند ہزار روپوں کے بدلے میں خرید لیا۔ کشمیر جو مسلمانوں کی سرزمین تھی ہندوؤں کے ہاتھوں میں چلی گئی۔ وہ دن ہے اور آج کا دن ہندو ایک غاصب کی طرح کشمیریوں کے حق خود ارادیت کو غصب کئے ہوئے ہے۔ پاکستان نے کئی بار کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح ہندو سرکار کو آمادہ کرے کہ مقبوضہ کشمیر کے باشندوں کو ان کا حق خود ارادیت دیدے لیکن ہندو سرکار کو معلوم ہے کہ ایسا کرنا اس کے مفادات کے خلاف ہے اس لیئے اس نے آج تک کشمیریوں کو حق رائے دہی سے محروم رکھا ہے۔ یہی بھارت ہے جو دنیا میں امن کے داعیوں کی صف میں کھڑا ہو کر ہاتھ ہلا رہا ہے جو دنیا کے اندر امن کیلئے اپنے آپ کو پیش کر رہا ہے لیکن اپنے ارد گرد نظر نہیں دوڑاتا کہ وہ خود امن عالم کا کتنا بڑا دشمن ہے۔ آزادی آزادی کی رٹ لگانے والا بھارت خود بھی دوسروں کو اس حق سے محروم کرتا چلا آرہا ہے۔ واقعی ہندو بنیے پر یہ بات پوری اُترتی ہے کہ "بغل میں چھری منہ میں رام رام"

آج ہم کوئی بھی اخبار اٹھا کر دیکھتے ہیں کسی رسالے کا مطالعہ کرتے ہیں یا کہیں سے خبریں سنتے ہیں تو یہی سننے اور دیکھنے میں آرہا ہے کہ بھارت سرینگر کی گلیوں میں ہولی کا تہوار روز منا رہا ہے لیکن اس میں رنگوں کے بجائے حریت پسند کشمیریوں کا خون استعمال ہوتا ہے سرینگر کے گلی کوچوں میں فوج کا راج ہے اور وہ بھی اس فوج کا جس کو دہلی سے اس آرڈر کے ساتھ بھیجا گیا ہے کہ شکاری کتے بنکر کشمیر کے نہتے بے سرو سامان مسلمانوں پر جھپٹ پڑو۔ ان کے روتے بچوں کو تہہ تیغ کرو۔ ان کے ضعیف العمر افراد کو گولیوں سے چھلنی کرو۔ با عصمت مستورات کی زندگیوں کے ساتھ ساتھ ان کی عصمتوں سے بھی کھیلو۔ اور سب سے زیادہ نشانہ ظلم و ستم وہ جوان خون، وہ جواں عزم کشمیری سپوت ہیں جو اس تحریک آزادی کے روح رواں ہیں۔ آج کشمیری مسلمانوں پر جو مظالم ہندو بنیا ڈھا رہا ہے اس کے متعلق سن کر تو ہلاکو اور چنگیز بھی کانوں کو ہاتھ لگائے گا۔

کشمیر کے آزادی پسند پُرعزم مسلمانوں کے دلوں میں جو چنگاری کئی عشروں سے سلگ رہی تھی آج وہ چنگاری شعلہ زن ہو کر غاصب ہندوؤں کے قلب و ذہن پر چھا گئی ہے۔ دہلی کے حکمران جو امن و آزادی کے چلتے پھرتے پتلے بنے پھرتے ہیں آزادی کی اس تحریک کو تخریب کاری اور امن عامہ کی صورتحال کے خلاف کاروائی قرار دیکر اپنی کئی بٹالین فوجیں جنت نظیر وادی میں بھیج چکے ہیں۔ اس دنیائی جنت میں ان دوزخیوں کو دیکھ کر کشمیری با حمیت و با غیرت جوانوں کے دلوں میں آگ سی لگتی ہے اور ان کے ناپاک وجود کشمیر کی سرزمین سے نیست و نابود کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

کشمیر جاگ اٹھا ہے۔ کشمیری بیدار ہو چکے ہیں، انہوں نے بڑے طویل عرصے تک ان امن کے دیوتاؤں کی راہ دیکھی۔ اقوام متحدہ میں قرار دادیں پیش اور ویٹو ہوتے دیکھتے رہے۔ عالمی کانفرنسوں اور خصوصاً اسلامی سربراہی کانفرنس کی طرف نظریں لگائے رہے۔ پاکستان سے آنے والی متوقع امداد کے لئے راہیں تکتے رہے لیکن کسی نے بھی ان کی شنوائی نہیں کی۔ نہ داد رسائی ہوئی نہ فریاد رسائی۔ بغیر جنگی سامان کے چند پتھروں اور لکڑیوں سے جہاد کشمیر کا آغاز کیا گیا۔ غاصب ہندو سرکار کے خلاف سرینگر کی گلیاں نعرۂ آزادی سے گونج اٹھیں۔ ان نعروں میں اتنا اثر تھا کہ ڈاکٹر فاروق استعفیٰ دیکر دہلی بھاگ گیا۔

دہلی نے جگ موہن کو چیف قصائی کے طور پر کشمیری مسلمانوں کی تکا بوٹی کرنے کے لئے بھیجا۔ میرواعظ فاروق کا بہیمانہ قتل کیا گیا۔ ان کے شریک جنازہ لوگوں پر وحشیانہ فائرنگ کی گئی۔ سینکڑوں بے گناہ کشمیری شہید کئے گئے۔ جگموہن اپنے آپ کو بڑا مضبوط سمجھتا رہا لیکن آزادی کے جذبے میں جو زور ہوتا ہے کوئی جگ موہن یا جگ پجوہن اس کے آگے نہیں ٹھہر سکتا۔ اور یہ ہندو بنیا بھی لنگوٹی چھوڑ کر دہلی بھاگ گیا۔

جب کوئی عالمی امن کے ٹھیکیداروں سے استفسار کرتا ہے کہ صاحب کشمیر میں امن کو خطرہ درپیش ہے تو جواب آتا ہے "نہیں صاحب! وہاں حالات قابو میں ہیں۔ جب حقوق انسانیت کے پاسداروں سے پوچھا جاتا ہے کہ کشمیر میں انسانی حقوق تہہ و بالا ہو رہے ہیں۔ آپ کیا کر رہے ہیں، تو جواب ندارد۔ آج کشمیر میں معصوم بچے تڑپ تڑپ کر مر رہے ہیں۔ باعصمت دوشیزاؤں کی عصمتیں تار تار ہو رہی ہیں۔ بوڑھے ضعیف العمر کشمیری دوہری موت مر رہے ہیں۔ تحریک آزادی کے روحان رواں نوجوان کشمیری مجاہدین کو پکڑ پکڑ کر بغیر کسی قانون اور قاعدے کے موت کی سزائیں دی جا رہی ہیں۔ اور کہا جا رہا ہے کہ حالات قابو میں ہیں۔ امن بحال ہے، لیکن ایک بات یاد رکھی جائے کہ ؎

جلے کشمیر میں پھر کتنے انساں
کہاں ہیں امن عالم کے ثنا خواں
تہہ و بالا نہ کر دے اس جہاں کو
اٹھا جو راگ کے ڈھیروں سے اک طوفاں

آج کشمیر میں کشمیریوں کے گھر جلائے جا رہے ہیں گھر کے گھر راکھ کا ڈھیر بن رہے ہیں لیکن ان راکھ کے ڈھیروں سے ایک ایسا ذرہ صورت طوفان دھار لے گا۔ جو خود غرضی مفاد پرستی نام نہاد امن کے داعیوں کی خود فریبی، انسانی حقوق کے پیامبروں کی خوش فہمی کے اس جہان کو تہہ و بالا کر کے رکھ دے گا۔ آج جو لوگ تباہیوں و بربادیوں کے سمندر کے کنارے کھڑے ہاتھ میں امن کی تسبیح لے کر امن، امن کا ورد کر رہے ہیں۔ آج ان سفید قباؤں میں ملبوس حقوق انسانی کے امام حقوق کے خطبے دے رہے ہیں۔ آج جو لوگ فاختہ کے منہ میں زیتون کی ٹہنی دے کر اڑا رہے ہیں اس بات سے قطعی بے خبر ہیں کہ عالم انسانی کے اس سمندر میں جو توڑ پھوڑ جاری ہے۔ جو طوفان اٹھنے کو ہے وہ فلسطین سے بھی نمودار ہونے والا ہے۔ وہ اریٹیریا سے بھی آسکتا ہے وہ جنوبی افریقہ کے سیاہ فاموں کا بھی کہلا سکتا ہے۔ وہ افغانستان کے زخم خوردہ افغانوں کے ریلے میں سے بھی اٹھ سکتا ہے اور وہ کشمیر کی وادی کے جذبہ جہاد سے سرشار حریت پسندوں کا بھی ہو سکتا ہے لیکن یہ طوفان اٹھے گا۔ اور ضرور اٹھے گا آج نہیں تو کل، یہ امن و حقوق انسانی کے علمبردار دیکھتے رہ جائیں گے۔ طوفان اندھا ہوتا ہے وہ پھر نہ ان ذاتی مفاد کے لئے گھمائے جانے والی امن کی تسبیحوں کو دیکھتا ہے اور نہ ہی حقوق انسانی کے علمبرداروں کی ان قباؤں کو خاطر میں لاتا ہے۔ فاختہ تو کیا ان لوگوں کے طوطے بھی اڑ جائیں گے یہ طوفان آنے والا ہے۔ یہ جو ذہنوں پر گہرا سکوت طاری ہے اسی طوفان کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔

افغانستان کے غیور عوام نے ظلم کا جواب دینے میں پہل کی۔ اینٹ کا جواب پتھر سے دیا۔ روس جیسے سُور ما کو ناکوں چنے چبوا دیئے۔ فلسطین کے مسلمانوں نے بھی ان کی دیکھا دیکھی اپنی تحریک کو مزید تقویت دی اور اسرائیل امریکہ بے انتہا مالی و مادی امداد اور سیاسی پشت پناہی کے باوجود فلسطینیوں کے آگے بے بس ہوتا نظر آرہا ہے اور پھر کشمیریوں نے بھی افغانوں اور فلسطینیوں کی تقلید کرتے ہوئے اپنے جہاد کا آغاز کیا اور انشاء اللہ جس طرح دو پچھلے گورنر کشمیر سے بھاگنے پر مجبور کر دیئے نہ صرف اسی طرح موجودہ کریس سکسینہ بھی دُم دبا کر بھاگ جانے پر مجبور ہو جائے گا۔ بلکہ تمام بُزدل ہندو فوجی بھی جنت نظیر وادی سے بھاگ جائیں گے جنت تو ہوتی ہی ہے مسلمانوں کے لئے یہاں ان دوزخیوں کا کیا کام؟

عالم اسلام کو اگر نشاۃ ثانیہ حاصل کرنا ہے تو اس سے بہتر کوئی موقع نہیں۔ حالات سازگار ہیں۔

نشر واشاعت کے کارکنوں سے

جناب الحاج "حقانی" کا خطاب

۲ر دسمبر ۱۹۹۰ء بروز اتوار سہ پہر ۴ بجے "منبع الجہاد" "نصرت الجہاد" اور "جہاد ہنداره" کے اڈیٹروں اور کارکنوں سے ایک خصوصی نشست میں ثقافتی محاذ کے تقدس اور اہمیت کے بارے میں جناب الحاج جلال الدین حقانی نے ایک دلچسپ اور دانشمندانہ تقریر کی. ہم یہاں امور ثقافت و فرہنگ سے متعلق جناب "حقانی صاحب" کا عالمانہ خطاب نصرت الجہاد کے گراں قدر قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں ۔

(ادارہ)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

اللہ تبارک وتعالےٰ نے زمین پر سے فتنہ وفساد مٹانے اور دین کی حاکمیت قائم کرنے اور اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر اپنے مومن بندوں پر جہاد فرض کیا ہے. چنانچہ قرآن عظیم الشان کے اکثر وبیشتر آیات میں اس سے متعلق احکام کی تشریح موجود ہے ۔

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے جہاد کی کئی قسمیں ہیں : جہاد بالنفس، جہاد بالمال، جہاد بالقلم جہاد باللسان اور....

جہاد بالقلم، جہاد کے انواع میں سے ایک ہے جس طرح جہاد کی دیگر اقسام اپنے اپنے مقام میں اہم اور موثر ہے، اسی طرح جہاد بالقلم بھی دشمنان دین کے زہریلے پروپیگنڈوں کا توڑ کرنے، اسلام ومسلمانوں کے خلاف ان کے منصوبوں کو ناکام بنانے اور ان کی سازشوں کو ظاہر کرتے ہوئے ان کے منحوس چہروں سے پردہ اٹھانے کے سلسلے میں نہایت اہم اور موثر ہے ۔

بھائیو! ثقافتی جہاد کا بنیادی کردار تبلیغ ہے اور تبلیغ کا کام دو اچھے اور موثر طریقوں سے انجام دیا جا سکتا ہے :

(۱) منبر کے ذریعے : وہ اس طرح کہ علماء کرام اور مبلغین منبر کی وساطت سے لوگوں کو تبلیغ کرتے ہیں، احکام الٰہی اور ارشادات نبوی انہیں بیان کرتے ہیں ان کی توجہ ان کی برائیوں اور غلطیوں کی طرف مبذول کراتے ہیں اور دین ودنیا کی بھلائی کیلئے اسلامی اعمال وطریقوں کی جانب نشاندہی کرتے ہوئے لوگوں کو توجہ دلاتے ہیں ۔

تبلیغ کا دوسرا موثر طریقہ نشر واشاعت (کتاب، اخبار، مجلہ اور....) کا ہے. نشر واشاعت کے ذریعے تبلیغ اس لئے نہایت موثر وآسان ہے کہ اس سے حال اور مستقبل

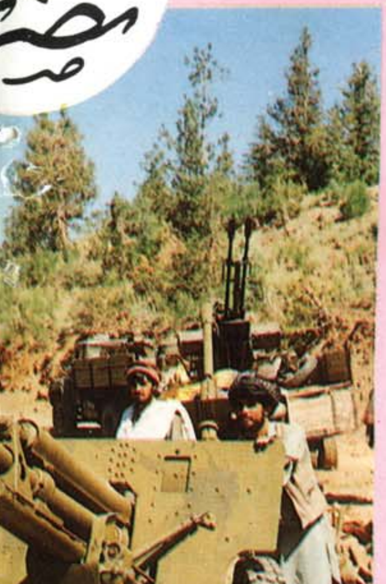

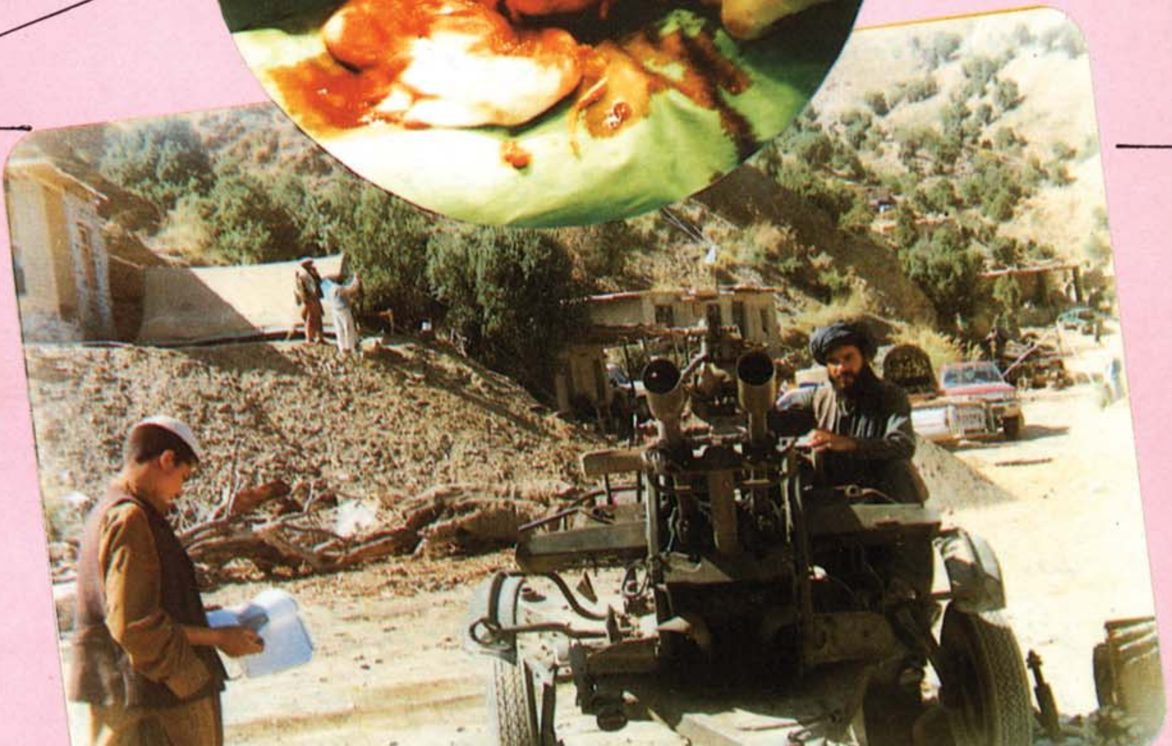

میں ہر مقام پر فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے جو چیز لکھی جا سکتی ہے۔ وہ آج بھی پڑھی جا سکتی ہے اور کل کے لئے بھی محفوظ ہو سکتی ہے۔

اگر ایک عالم منبر پر سے لوگوں کو تبلیغ کرتا ہے تو ممکن ہے کہ وہاں موجود لوگ اس کو سننے کے بعد تھوڑا بہت فائدہ اٹھالے لیکن وہ سب کچھ جو وہاں بیان کیا جاتا ہے اور اسے ذہن نشین کرنا لازمی ہوتا ہے اسی وقت اسے ذہن نشین نہیں کیا جا سکتا اور آہستہ آہستہ آدمی اسے بھول جاتا ہے لیکن نشر و اشاعت کے ذریعے ہو سکتا ہے اسی تبلیغی تقریر کا بار بار مطالعہ کر کے نہ صرف اسے ذہن نشین کر کے یاد رکھا جائے بلکہ بوقت ضرورت اسے مطالعے کے لئے ریکارڈ سے نکال کر دوبارہ رجوع کیا جائے نشر و اشاعت کے ذریعے یہ ممکن ہے کہ دنیا کے گوشے گوشے میں ایک دوسرے کے افکار و آثار سے مستفیض ہو جائیں۔

بھائیو! امور ثقافت کی اہمیت اور تاثیر سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ اگر ہم تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں اسی طرح خلفائے راشدین اور اس کے بعد اسلامی خلافتوں اور ریاستوں میں نشر و اشاعت سے لاپروائی نہیں کی گئی ہے۔ چنانچہ قرآن عظیم الشان کی ترتیب و تشریح، مختلف علما کی جد و جہد سے احادیث نبوی کو اکٹھا اور شائع کرنا، مفسرین کی جانب سے قرآن کریم کا ترجمہ اور اس کی تشریح و تفسیر کرنا، فقہی کتابوں کی اشاعت و تالیف اور اسی طرح تاریخ اسلام کی تصنیف اور....

ہمارے اس ادعا کی واضح مثالیں ہیں اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ سب کچھ علم و ثقافت کی اشاعت کی طرف بخصوص توجہ دینے کی برکت سے ممکن ہو گیا ہے۔

بھائیو! جہاں تک ثقافتی جہاد کا تعلق ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا یہ جہاد بھی جہاد کی دیگر اقسام کی طرح اہم ہے اور اس کی اہمیت اس سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دشمنان اسلام ایک طرف براہ راست مقاومت و مزاحمت کے ذریعے اسلام کی اشاعت و ترویج اور پھیلاؤ کی راہ میں روڑے اٹکاتے رہے، دوسری طرف اپنی زہریلی تبلیغات کے ذریعے اسلام کے پھیلاؤ کو روکنے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کو منفی انداز میں پیش کرنے کی کوشش میں

جہاد بالقلم، جہاد کی اقسام میں سے ایک ہے جو دشمنانِ دین کے زہریلے پروپیگنڈوں کا توڑ کرنے اسلام و مسلمانوں کے خلاف ان کے منصوبوں کو ناکام بنانے اور ان کی سازشوں کو ظاہر کرتے ہوئے ان کے منحوس چہروں سے پردہ اٹھانے کے سلسلے میں نہایت اہم اور مؤثر ہے۔ (الحاج حقانی)

> پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضوان اللہ علیہم میں ایسی شخصیتیں موجود تھیں کہ تبلیغ، خطابت اور اشعار کی وساطت سے کفار کی تبلیغات اور پروپیگنڈوں کو بے اثر بنا سکے۔ حسان بن ثابت اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم وہ شاعر تھے جنہوں نے اپنے اپنے اشعار میں دشمنانِ اسلام کی تبلیغات کا جواب دیا۔
>
> —— (الحاج جلال الدین "حقانی")

لگے ہوئے تھے۔

مبلغین کفار، اسلام کے خلاف نامناسب تبلیغات کرتے، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی ساحر، کبھی شاعر اور کبھی مجنون جیسے نامناسب ناموں سے یاد کرتے، قرآن کریم کی آیتوں کو ان کی کہی ہوئی باتیں سمجھتے۔ ان کے شعرا اپنے اشعار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے، چنانچہ دشمنان اسلام کے ناجائز تبلیغات اور پروپیگنڈوں کو بے اثر بنانے کی خاطر اس ضرورت کا احساس ہوا کہ تبلیغ کے ذریعے ان کا جواب دیا جائے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ میں ایسی شخصیتیں موجود تھیں کہ تبلیغ خطابت اور اشعار کی وساطت سے کفار کی تبلیغات اور پروپیگنڈوں کو بے اثر بنا سکے۔

حسان بن ثابت اور عبداللہ بن رواحہ وہ شاعر تھے جنہوں نے اپنے اپنے اشعار میں دشمنان اسلام کی تبلیغات کا جواب دیا اور اپنے اشعار میں پیغمبر اسلام کی صفات و اخلاق کی ستائش کی، اسلام کی راہ میں قربانی شجاعت، مردانگی اور جنگی شاہکاریوں کو اپنے اشعار میں بیان کیا،

غزوہ موتہ میں جس میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم یعنی تقریباً تین ہزار تھی جبکہ اس کے مقابلے میں کفار کی تعداد بہت زیادہ کم و بیش ایک لاکھ تھی، منافقین کی تبلیغات کی وجہ سے بعض مسلمان کفار کے مقابلے سے اس لئے نادم و پشیمان ہو گئے کہ ان کی تعداد بہت زیادہ اور مسلمان کی تعداد بہت کم ہے ایسے میں ان سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اسی اثنا میں عبداللہ بن رواحہ جو فصیح و بلیغ لسان کے مالک تھے اپنے تبلیغ کے ذریعے جس میں مسلمانوں کی مردانگی اور شجاعت کے کارناموں کو اچھی طرح بیان کرتے ہوئے مسلمانوں کے جذبات کو ابھار دیا۔ چنانچہ اس کا اثر اتنا ہوا کہ نادم ہونے والے افراد نے بھی جرأت کے ساتھ دشمن کے خلاف جنگ میں حصہ لیا اور وہی کم تعداد مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی نصرت و امداد سے کفار پر فتح حاصل کی۔

بھائیو! آج آپ نے جس فرہنگی جہاد کے لئے کمر ہمت باندھا ہے یہ بھی اسی جہاد کا ایک حصہ ہے جو ہمارے مومن قوم نے کفر و الحاد کے خلاف آغاز کیا ہے۔ اگر میدان جنگ میں ہمارے مجاہدین جنگ کے وسائل و اسلحہ سے دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کر رہے ہیں تو آپ نے دشمن کے زہریلی تبلیغات کو ناکام بنانے ان کے منحوس چہروں سے نقاب ہٹانے اور ان کی ناپاک نظریات اور مذموم عزائم کو عیاں کرنے کی خاطر قلم اٹھایا ہے۔ اس لئے دونوں محاذ کے مجاہدین دشمن کو مغلوب کرنے اور رسوا کرنے کے لئے ایک جیسی ذمہ داری رکھتے ہیں اور دونوں کی اہمیت ایک دوسرے سے کم نہیں۔

آپ اگر دشمن کی تبلیغات کو ناکام اور غیر موثر بنانے کی خاطر کچھ لکھتے ہیں یا محاذِ جنگ کے مجاہدوں کی قربانیاں اور جہادی کارنامے ثبت کرتے ہیں۔ اگر دین مقدس اسلام کے احکام کے نشر و اشاعت کے ذریعے لوگوں کے اذہان کو منور کرتے ہیں یا اپنی تحریروں کی وساطت لوگوں کو اپنی بدبختیوں کی طرف متوجہ کرتے ہیں انہیں دوست کو دشمن کی نشاندہی کراتے ہیں اور اگر لوگوں کو وحدت و یکجہتی کے پیغامات پہنچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ جہاد و عبادت میں شمار کرتا ہے اور آپ کو اجر و ثواب عنایت

فرماتا ہے۔

بھائیو! آپ ہی ثقافتی محاذ کے مجاہدین جو مجاہدین کے کارناموں کو فراموشی سے بچات دے کر اپنی نشر و اشاعت کے ریکارڈ میں آئندہ نسلوں کے لئے بحفاظت رکھتے ہیں۔ مجاہدین کی قربانیوں اور جہادی کارناموں سے دنیا کے گوشے گوشے میں لوگوں کو آگاہ کرتے ہیں اور افغانستان کی مومن قوم کی آواز دنیا والوں کو پہنچاتے ہیں۔

ثقافتی جہاد کے محاذ میں جتنا کام ابھی تک سرانجام دیا گیا ہے۔ وہ قابل ذکر اور صد ستائش ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس قدر کام کرنے پر اکتفا نہیں ہونا چاہیئے۔ ثقافتی امور کی بہتری کے لئے محدود امکانات و وسائل کے اندر اس سے کہیں زیادہ کوشش اور جستجو کرنا ایک ضروری امر ہے۔ اس ضمن میں آپ کی مسؤلیت اور ذمہ داری بہت بھاری ہے اور آپ سے زیادہ محنت اور کوشش کا تقاضا کیا جاسکتا ہے۔

بھائیو! میں ایک بات ایک بار پھر دہراتا ہوں اور وہ یہ کہ اگر آپ میری تصویر تشہیر کی خاطر شائع کرتے ہیں تو میں ہرگز اس کی اجازت نہیں دیتا۔ آپ کے لئے یہ کام حرام سمجھتا ہوں۔ لیکن اگر کسی جہادی خدمت اور خبر کے لئے ہو اور آپ کی نیت بھی جہاد کی تقویت ہو۔ تو اس میں تردید نہیں ہوگی۔

آخر میں دست بہ دعا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ لوگوں یعنی ثقافتی جہاد کے مجاہدوں کے لئے اس راہ میں مزید کامیابیوں کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ:۔ ۲۷ دسمبر

کریں۔ بین الاقوامی اسلامی ٹربیونل جس کے اراکین ایشیاء، افریقہ، یورپ اور امریکہ کے جید قانون دان اور عالم ہیں اس نے روسی حملے روسی افواج کی افغانستان کے عوام پر ظلم وستم قتل و غارت اور جنگی جرائم پر اسلامی قانون اور بین الاقوامی قانون اور اقوام متحدہ کے چارٹر اور اصولوں کی بنیاد پر روس کی سیاسی اور فوجی قیادت کو مجرم قرار دیا اور اس فیصلے کو ساری دنیا میں شائع کرایا۔

مجاہدین نے جہاد کے دوران جو کارنامے انجام دیئے ہیں۔ روسی سپاہی اور جرنیل ان سے کانپتے ہیں، شوقِ جہاد میں افغانوں کے ساتھ کئی مسلم ممالک کے مسلمان حصہ لے رہے ہیں۔ یہ لوگ اللہ اور رسول اکرمؐ کے احکامات پر یقین رکھتے ہوئے جہاد افغانستان میں شامل ہیں، مجاہدین نے اپنے جہاد کے ذریعے دنیا کی ایک بڑی طاقت کو شکست دی ہے جس کی فوجی قوت سے امریکہ اور مغربی یورپ خوف زدہ تھے۔ یہ فتح اس قوم کی ہے۔ جس کا منشور ہے۔ کہ

"اللہ ہمارا معبود ہے۔ حضرت محمدؐ ہمارے رہبر ہیں، قرآن ہمارا دستور ہے۔ اسلام ہمارا دین ہے، جہاد ہمارا راستہ ہے اور شہادت ہماری آرزو ہے۔"

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے "اللہ کی راہ میں ایسا جہاد کرو جو جہاد کرنے کا حق ہے، اس نے تم کو اس کام کے لئے چُن لیا ہے۔"

بیشک مجاہدین افغانستان جہاد کرنے کا حق بدرجہ اتم ادا کر رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو چُن لیا۔ ان کے ذریعے سے دنیا کے مظلوم اور بے بس مسلمانوں کو آزادی ملے گی۔

کفر۔ اہل ایمان اور مسلمانوں و اسلام کے خلاف ملت واحدہ ہے۔ اہل کفر آپس میں کتنے ہی اختلافات کا شکار کیوں نہ ہوں۔ جہاں اسلام اور مسلمانوں کے فائدے کی بات ہوگی وہاں وہ اپنے اختلافات بھلا کر مسلمانوں کے خلاف متحد و متفق ہوں گے۔

مسلمانوں میں جذبہ جہاد تازہ تازہ بیدار ہوا ہے۔ اپنے باہمی اختلافات سے اس کو ماند نہ پڑنے دیا جائے۔

آج ہم چین، امریکہ، روس، برطانیہ اور جاپانی امداد کے لئے ہاتھ پھیلائے بیٹھے ہیں جبکہ یہ موقع ہے اپنے پاؤں پہ کھڑے ہونے کا دوسروں کا ہاتھ پکڑ کر چلنے والی قومیں کبھی بھی منزل تک نہیں پہنچ سکتیں اور ہم نے جن لوگوں کے ہاتھ بطور امدادی پکڑے ہیں ان کی اپنی منزل تاریک گھاٹی کے سوا کچھ بھی نہیں وہ ہمیں کیا خاک اچھی منزل تک پہنچا پائیں گے۔

مسلمانوں کی بیداری کا وقت آگیا ہے اپنے دوست اور دشمن کو پہچاننے کا وقت آپہنچا ہے۔ دوسروں کے بہکاوے میں آکر اپنوں کے خلاف نبرد آزما ہونے سے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ صدام حسین مسلمان ہوکر مسلمانوں کے پیچھے ہاتھ دھوکر پڑا ہوا ہے۔ جبکہ اسکی صلاحیتیں خدمتِ اسلام کے بھی کام آسکتی ہیں وہ اسرائیل کو سبق سکھا سکتا ہے۔ وہ اپنے تیل کے ذخائر سے مسلمان ممالک کو خود کفیل بنا سکتا ہے۔ لیکن افسوس کہ وہ نشۂ طاقت میں اتنا مدہوش ہے کہ اچھے بُرے میں تمیز کرنے سے بھی قاصر ہے۔ خدا اس کے حال پر رحم کرے۔

کشمیر آزادی کی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ اس کے دست و بازو بنکر اسلام کے احیاء کا راستہ ہموار ہو سکتا ہے۔ ہندوؤں کو سبق سکھا کر ہم اس خطے میں ایک بڑی اسلامی طاقت کی بنیاد رکھ سکتے ہیں تمام مسئلوں کا ایک ہی حل ہے۔ عملی جہاد ایک ضرب ایک قوت چاہیئے پھر باطل کے بھاگنے کے انداز کو دیکھیئے کہ کس طرح بھاگتا ہے۔ یہ وقت کسی معاملہ پر افسوس کرنے، کسی واقعے کی مذمت کرنے، مذمت کی قرار داد پیش کرنے کا نہیں۔ یہ سب کمزور اور بے عمل اقوام کی باتیں ہیں اور مسلمانوں کی تو یہ شان ہے کہ وہ نہ تو کمزور ہے اور نہ بے عمل، ظالم ظلم کر کے ایک گناہ کرتا ہے۔ مظلوم ظلم سہہ کر دوسرا گناہ کرتا ہے۔ آج مسلمان پر دنیا کے گوشے گوشے میں ظلم کے پہاڑ ڈھائے جا رہے ہیں جہاں وہ اکثریت میں ہیں وہاں بھی اور جہاں وہ اقلیت میں ہیں وہاں بھی۔ بھارتی ہندو کشمیری مجاہدین کے لگائے ہوئے زخموں کا بدلہ اجودھیا میں بابری مسجد کو مسمار کر کے سارے مسلمانوں کو ذہنی اور ایمانی تکلیف پہنچا کر لے رہے ہیں۔ اور ایک مسلمان ہیں کہ ہندوستان کی فلمیں دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں۔ اور ان کے ہاں خیر سگالی کے وفود بھیجے جا رہے ہیں۔

اگر آج مسلمان کشمیریوں کی صدا پر لبیک کہہ کر بیدار نہ ہوا تو یہ یاد رکھیئے کہ پھر کوئی پکارنے والا اور بلانے والا نہ ہوگا۔ آج کشمیر پکار رہا ہے۔ کشمیر بلا رہا ہے۔ ؎

ضرب مومن کی طلب ہے حلقہ زنجیر کو
فاتح خیبر کوئی پھر چاہیئے کشمیر کو
التجاؤں سے نہ ہو گی حق رسی محکوم کی
بدل دیں شمشیر سے کشمیر کی تقدیر کو

کمیونزم کی شکست کا بڑا عامل افغانستان ہے

کمیونزم کی شکست سے متعلق چار امریکی سیاسی مبصرین اور ماہرین کے خیالات

انتونی ارنلڈ ۱۹۸۳ سے ۱۹۸۶ تک افغانستان میں فرائض انجام دیتا رہا۔ وہ روسی زبان اچھی طرح سمجھتا ہے۔ افغان مزاحمت اور روسی جارحیت کے حوالے سے دو کتابیں تصنیف کر چکا ہے اور روس پر افغان جہاد کے اثرات کے عنوان سے ایک تحقیقی کتاب لکھنے میں مصروف ہیں وہ حال ہی میں روس کا دورہ کر کے واپس امریکہ پہنچے ہیں۔ دیتا میں کمیونزم کی شکست کے بارے میں کہتا ہے کہ "کمیونزم ایک ایسا نظام تھا جو لوگوں کے درد کا مداوا نہیں کر سکتا تھا۔ تمام کمیونسٹ ممالک میں اقتصادی صورتحال بہت خراب تھی، کمیونزم ایک ایسا نظریہ اور تھیوری ہے جس کا عملی پہلو انتہائی کمزور ہے۔ جب آدمی کمیونزم کا مطالعہ کرتا ہے تو ظاہراً بہتر نظر آتا ہے لیکن عمل میں یہ ایک ناکام نظام ہے۔

اس کا کہنا ہے کہ "کمیونزم نے کئی اقوام کو مغلوب کیا ہے ان کی آزادی اور اقتصادی حقوق سلب کئے ہیں۔ اور گزشتہ چند سالوں میں بات اس حد تک پہنچی کہ مزید کوئی یہ نظام برداشت نہیں کر سکتا۔ چنانچہ یہ زمین بوس ہو گیا۔

ارنلڈ مزید کہتا ہے کہ کمیونزم کی شکست کا بڑا سبب افغانستان ہے۔ افغانوں کی مزاحمت نے کمیونزم سے متعلق لوگوں کے ذہنوں کو روشن کیا اور اس نظام کے پرخچے اڑا دیئے۔ وہ کہتا ہے کہ روس کے لوگ کمیونزم اس لیے برداشت کر رہے تھے کہ روسیوں نے تمام ریاستیں یکے بعد دیگرے قبضہ کر کے وہاں کمیونزم کا نظریہ مسلط کر دیا۔ لیکن جب افغانوں کی مزاحمت نے لوگوں کو یہ سمجھایا کہ کمیونزم کو مزید کسی پر طاقت کے زور پر مسلط نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ یہی وجہ تھی کہ کمیونزم کے مقابلے میں مزاحمت اور مخالفت شروع ہوئی۔

ارنلڈ کا کہنا ہے کہ جیسے ضرب المثل ہے کہ غریب یا ضعیف آدمی کے دانت حلوہ میں نکلتے ہیں اسی طرح اگر آدمی روس جو ایک بہت بڑا ملک اور سپر طاقت ہے۔ افغانستان کے ساتھ اس کا جائزہ لے تو تعجب کا شکار ہو گا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سوویت روس اتنا بوڑھا اور ضعیف ہو چکا ہے کہ افغانستان نے اسے ٹھوکروں پر لے کر پھینک دیا۔ انتونی آرنلڈ کہتا ہے کہ روسی افغانوں کا شکریہ ادا کرے کہ انہوں نے کمیونزم کی شکست کا راستہ ہموار کیا۔ یہ افغانوں کے جہاد کی برکت ہے کہ روسی حکومت نے اپنے ملک میں آزاد منارکیٹ کا اقتصادی نظام جاری کر دیا۔ اگر روس میں کمیونزم چند سال اور برقرار رہتا تو یہ ملک ایک زبردست بحران سے دوچار ہو کر یوں زمین بوس ہوتا کہ نہ صرف اس کے دانت ٹوٹ جاتے بلکہ اس کی ہڈیاں تک ریزہ ریزہ ہو جاتے اور اگر روس افغانستان پر قبضہ میں کامیاب

ہو جاتا تو باقی دنیا انتہائی آسانی سے ہڑپ کر جاتا۔ آرنلڈ کہتا ہے کہ نہ صرف روس کے باشندے، مشرقی یورپ کے اقوام بلکہ پوری دنیا افغانوں کی قدر کرے۔

گرام پارلر جو پہلے امریکی وزارت خارجہ میں خدمات انجام دے رہے تھے۔ اب "ان" کی شرکت میں روسی اور وسطی ایشیا، امور کے مشیر ہیں، کابل میں امریکی سفارت خانہ میں ۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۸ء تک سیاسی امور کے انچارج رہے۔ امریکی خفیہ ایجنسی سی آئی اے میں بھی کئی سال کام کرتے رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ کمیونزم کی شکست گورباچوف کے برسر اقتدار آنے سے قبل شروع ہوئی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ روسی جارحیت کے مقابلے میں افغانوں کی مزاحمت، جرأت مندانہ اور حوصلہ مندانہ جدوجہد ہے۔ میرے خیال میں افغانوں کی مزاحمت نے نہ صرف بالٹک کی ریاستوں کو گورباچوف اور کمیونزم کے خلاف اٹھنے کے لیے بیدار کیا، بلکہ افغان جہاد نے گورباچوف کے ساتھ یہ حقیقت تسلیم کرنے میں تعاون کیا کہ روس کے سیاسی نظام میں فوری تبدیلی کی ضرورت ہے۔ اسی طرح افغان جہاد کے برکات مشرقی یورپ کے ممالک اور اقوام تک بھی پہنچے۔

اسی طرح یوگو یاما جو سیاسی علوم کے ماہر ہیں اور "ان" شرکت میں کام کرتے ہیں امریکی وزارت خارجہ میں مشیر اور یورپ، امریکہ اور روس کے فوجی و سیاسی امور کے مسئول ہیں۔ وہ اپنے خیالات کا اظہار یوں کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ افغانستان کمیونزم کی شکست کا ایک اہم عامل ہے افغانستان جو ایک چھوٹا ملک ہے اس کی اقتصادی صورت حال بھی اچھی نہیں۔ افغانوں نے دنیا کو دکھا دیا کہ وہ سوویت یونین جیسی سپر طاقت کے مقابلے میں جرأت کے ساتھ مزاحمت کر سکتے ہیں۔

افغانوں کی مزاحمت نے دنیا کے دوسرے لوگوں کو آزادی کا درس دیا کہ وہ اٹھ کر کمیونزم کا طوق گلے سے اتار پھینکے۔ سوویت روس نے یمن، ایتھوپیا، کمبوڈیا وغیرہ میں اپنی کٹھ پتلی حکومتیں مسلط کی تھیں لیکن افغان مزاحمت نے انہیں اپنی حکومتوں سے محروم کر دیا۔

ایک اور امریکی ماہر جیمز ٹیلر ہیں جو امریکی وزارت خارجہ میں کام کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی ۲۵ سالہ ملازمت میں افغانستان، ایران، جرمنی اور روس میں امریکی سفارت خانہ کے سیاسی امور میں کام کیا ہے، وہ امریکی وزارت میں شعبہ تحقیق میں افغانستان سے متعلق روسی سیاست و پالیسی کے حوالے سے تحقیقی مذاکرے کراتے ہیں، انہوں نے کمیونزم کے نیست و نابود ہونے کے حوالے سے یوں کہا ہے کہ پچھلے واقعات نے ثابت کیا ہے کہ کمیونسٹ دنیا میں نہ تو کوئی کمیونزم پر عقیدہ رکھتا تھا اور نہ ہی یہ سوچتا تھا کہ کمیونزم کسی کی بھلائی کی ضمانت دے سکتا ہے۔ حقیقت میں کمیونزم مزید باطل ہو چکا ہے۔ لوگ دیکھ رہے تھے کہ روسی اور مشرقی یورپ میں کمیونسٹ اقتصادی نظام نے کوئی خاص نتائج مرتب نہیں کئے ہیں اور یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ کمیونزم ایک ایسا نظام ہے جو لوگوں کے اقتصادی ضروریات پوری نہیں کر سکتا۔

موصوف نے کمیونزم کی شکست میں افغان مزاحمت کے حصے کے بارے میں کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ افغانستان پر روسی جارحیت کٹھ پتلی حکومت کی حمایت روس کو اقتصادی اور انسانی لحاظ سے نہایت مہنگا پڑا اور افغانوں کی مزاحمت نے روس کی اقتصادی حالت انتہائی کمزور کر دی تھی۔ ٹیلر کہتا ہے کہ افغانستان میں روسی جارحیت نے کمیونزم کے افکار کو نقصان پہنچایا۔ افغانستان میں روسی سرخ فوجیوں کے مظالم کے قصے سن کر لوگ کمیونزم سے نفرت کرنے لگے۔ "

کمیونزم کی شکست کا آغاز

ٹھیک دس سال قبل ۱۹۷۹ء میں اسی دن یعنی ۲۷ دسمبر ہمارے پڑوسی، انسانی حقوق کے داعی، دنیا کے غریب عوام کے علمبردار، کمیونسٹ جنت کے ایجنٹ اور کہنے کو دنیا کی ایک سپر طاقت عرف قطبی خرس نے تمام بین الاقوامی، ہمسائیگی اور زیست باہمی کے قوانین کو بالائے طاق رکھ کر بلا اشتعال اپنے ایک ہمسایہ، آزاد اسلامی چھوٹے اور پسماندہ ملک افغانستان پر جدید ترین اسلحہ سے تا بدندان مسلح اپنی ایک لاکھ ۵۰ ہزار سرخ فوج کی وساطت سے حملہ کیا اور یہ دنیا میں بے مثال اور بدترین تجاوز خیال کیا جاتا ہے۔ اس سے دو سال پہلے روسیوں نے افغان قوم کی مرضی کے خلاف وہاں اپنے ایک تربیت یافتہ غلام نور محمد ترہ کی کو مسند اقتدار پر بٹھایا۔ تاکہ اگر ممکن ہو تو اس کے ذریعے کمیونسٹی نظام کو افغان عوام پر مسلط کیا جائے گا لیکن افغان مسلمان قوم ایک لادین

اور الحادی نظام ماننے کو تیار نہ تھی اس لئے نور محمد ترہ کی اپنے آقاؤں سے درآمد کرنے والا اس کا کمیونسٹی نظام کو یکسر مسترد کر دیا۔ چنانچہ روسیوں کو یہ کام بہت برا لگا۔ اور آخر کار انہوں نے براہِ راست حملہ کر کے اپنے گھناؤنے عزائم کو پورا کرنے کے لئے ۱۵۰ ہزار روسی افواج کو افغانستان میں داخل کر دیا۔

افغانستان پر قبضہ ہونے سے روس کے کیا عزائم پورے ہو سکتے تھے۔ یہ ایک پرانا سوال ہے، جہاد افغانستان سے دلچسپی لینے والے

کمیونزم کی شکست کا بڑا سبب افغانستان ہے، افغانوں کی مزاحمت نے کمیونزم سے متعلق لوگوں کے ذہنوں کو روشن کیا اور اس نظام کے پرخچے اڑا دیئے۔

حضرات کو اس کا پورا علم ہے لیکن موضوع سے تعلق کے اعتبار سے میں یہاں یاد دہانی کے طور پر کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔

بابائے روس پیٹر کبیر نے کہا تھا کہ دنیا کے تمام ملکوں پر حکمرانی کے لئے روسیوں کو سمندر کے گرم پانی تک رسائی ضروری ہے، اور جب روسی امپراطوری سمندر تک وسعت پیدا کرے تو وہ خلیج کے ملکوں کے تمام معدنی ذخائر پر قابض ہوں گے اور اس طرح وہ ساری دنیا پر حکومت قائم کریں گے چنانچہ صدیوں سے روسیوں نے سمندر کے گرم پانی تک رسائی اور ساحل پر واقع عرب ممالک کے معدنی ذخائر پر قبضہ کرنے کا خواب دیکھ رہے تھے، روس کو گرم پانی تک پہنچنے کے لئے افغانستان ایک اہم اڈہ اور مورچہ نظر آرہا تھا اس لئے انہوں نے افغانوں کی تاریخ پر ایک

افغان جہاد کی برکات مشرقی یورپ کے ممالک اور اقوام تک بھی پہنچیں۔

نظر دوڑائی، افغانوں کی جنگجویانہ صلاحیتوں غیرت اور حمیت کا اندازہ لگائے بغیر افغانستان کو اپنے ہدف کا نشانہ بنایا اور ناجائز مداخلت کر کے اپنی حماقت اور شکست کی راہ ہموار کر دی۔

لیکن اس سے بے خبر کہ یہاں مسلمان ابن مسلمان ابن مسلمان .... الخ.. رہتے ہیں افغانوں نے ان کے پیشروؤں انگریزوں کو بھی ایسا سبق سکھایا ہے کہ وہ رہتی دنیا تک افغانستان پر دوبارہ حملہ کرنے کا سوچ بھی نہیں کر سکتا۔ افغانوں کے سر تو کٹ سکتے ہیں۔ لیکن غیروں کے سامنے جھک نہیں سکتے۔

الغرض روسیوں نے افغانستان پر فوج کشی کی اور وہاں ظلم و تشدد، قتل و قتال تباہی و بربادی کی ایک ایسی مثال قائم کی کہ تاریخ انسانیت کی پیشانی پر ایک نہ مٹنے والا داغ بن چکا ہے افغانوں کو اپنے وطن و کاشانے سے بدر کیا گیا۔ پندرہ لاکھ کو تہہ تیغ کر دیا گیا۔ ماں باپ اپنے جگر گوشوں سے محروم ہو گئے۔ بچے یتیم کر دیئے گئے مختصر یہ کہ افغان مجاہد قوم کو کمیونزم کی دوزخ کی دھکتی آگ میں دھکیلا گیا افغانستان پر قبضہ کی خاطر ماسکو والوں نے افغانوں پر ظلم اور جبر کے نئے نئے تجربے کئے ہیں۔ افغانوں نے ان سبھی مصائب و آلام کو نہایت صبر و استقامت سے سہے اور روسی بے رحم فوج کا ڈٹ کر مقابلہ جاری رکھا،

یہاں میں ایک بات بتانا چاہتا ہوں وہ یہ کہ سرزمین افغانستان تاریخی لحاظ سے افغانوں کے لئے گلستان، غاصب اور حملہ آور قوتوں کے لئے قبرستان ثابت ہوا ہے، اس ملک کے باشندے مسلمان اور فطرتاً آزاد و خود مختار پیدا ہوئے ہیں۔ یہ لوگ ہر قسم کی مشکلات و مصائب تو برداشت کر سکتے ہیں۔ اور اپنے سر کٹوا سکتے ہیں۔ لیکن غیروں کی حاکمیت و قیادت کے سامنے جھک نہیں سکتے۔

اقتصادی لحاظ سے اس ملک کے عوام نہایت غریب و پسماندہ ہیں۔ مگر غیرت آزادی و خود مختاری ان کی رگ رگ میں بسی ہوئی ہے، سچے مسلمان ہونے کے ناطے سے جذبۂ ایمان سے سرشار، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ان کی زندگی کے اصل مقاصد میں سے ہے۔

چنانچہ ان اعلیٰ صفات کی بدولت افغان مسلمان قوم نے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے بھروسہ اور اپنے ایمانی ہتھیار کے بل بوتے روس جیسی سپر طاقت کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور انہیں نہ صرف شرمندگی و رسوائی کے ساتھ افغانستان سے نکالا بلکہ دنیا میں بھی انہیں رسوائی و ناکامی سے دوچار کر دیا ان کی سیاسی و بین الاقوامی ساکھ کو ایسا دھچکا لگا کہ نہ صرف خود روس میں اصلاحات کے نام کمیونزم قابل اصلاح بن گیا بلکہ مشرقی جرمنی، چیکوسلواکیہ پولینڈ، ہنگری اور رومانیہ سے بھی کمیونزم کا بوریا بستر گول ہو گیا۔ اور جہاں بھی کمیونزم کی نظام حکومت رائج تھی وہاں اب عوام کی نفرت کی وجہ سے آزادی کی تحریکیں چل رہی ہیں۔

درحقیقت ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء اگر ایک طرف سے تاریخ افغانستان میں ایک سیاہ دن کی حیثیت رکھتا ہے تو دوسری طرف سے یہ دن کمیونزم کی شکست، زوال اور نابودی کا آغاز بھی ثابت ہوا ہے۔

تبصرۂ کتب:

ناول "پہاڑوں کا بیٹا" حقائق کی روشنی میں

تحریر: عوض الدین "صدیقی"
ترجمہ: سید عبداللہ

نام: پہاڑوں کا بیٹا
مصنف: ملک احمد سرور
صفحات: ۲۶۶
ملنے کا پتہ: البدر پبلیکیشنز ۲۳- راحت مارکیٹ اردو بازار۔ لاہور

جناب ملک احمد سرور صاحب کے تصنیف کردہ ناول "پہاڑوں کا بیٹا" کی اشاعت سے پاکستان کی اردو ادب کی شاہکاریوں میں ایک شاندار اضافہ ہوا ہے، افغان تحریک مزاحمت کے پس منظر میں تحریر کئے گئے اس ناول نے اردو ادب کا دامن جہادِ افغانستان سے متعلق بیش بہا معلومات، اور حقائق پر مبنی واقعات کے پھولوں سے مزین کر دیا ہے۔

ملک احمد سرور صاحب نے اپنی مجاہدانہ سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ اپنے نوکِ قلم سے افغانستان پر روسی افواج کی ناجائز اور ظالمانہ مداخلت کے بارے میں پاکستان اور ساری دنیا کو افغان مظلوم مگر مجاہد قوم کی آواز پہنچانے میں قابلِ قدر کوششیں کی ہیں۔

انہوں نے ماہنامہ "بیدار ڈائجسٹ" کے ذریعے نہ صرف افغانستان بلکہ فلسطین کشمیر اور دنیا کے دیگر مجاہدین اور ان کی برحق جدوجہد کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے۔ انہوں نے جہاد افغانستان کو تمام عالم اسلام کا جہاد قرار دیا ہے انہوں نے افغانوں کا دکھ درد اپنا دکھ درد سمجھ کر افغان قوم پر روسیوں کی ظلم و وحشت اور ناروا حملوں کے بارے میں حقائق پر مبنی آنکھوں دیکھی رپورٹ حاصل کرنے کے لئے کئی بار افغانستان کے جنگ زدہ خطرناک علاقوں کے پر تکلیف اور پر اذیت دورے کئے ہیں چنانچہ "پہاڑوں کا بیٹا" ان کے اس قسم کے دوروں کے دوران دیکھی سنی حقائق و واقعات کا نتیجہ ہے۔

یہ ناول نہایت سادہ انداز اور اچھے پیرائے میں لکھا گیا ہے۔ کتاب میں درج اکثر واقعات حقیقتوں پر مبنی ہیں۔ کتاب کے ایک حصہ میں مصنف ایک واقعہ یوں بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ روسی فوجیوں نے مجاہدین کے ایک مرکز پر حملہ کر دیا۔ دشمن کے طیاروں نے مجاہدین کے مرکز پر بے تحاشا بمباری شروع کر دی۔ مجاہدین نے جس غار میں پناہ لی ہوئی تھی۔ بمباری کی وجہ سے اس کا منہ دھانہ بند ہوگیا اور ۴۰ کے لگ بھگ مجاہدین

اس غار میں محصور ہو گئے۔ جہاں وہ اپنی شہادت کے لمحات شمار کرتے رہے اسی اثناء میں طیاروں نے اس غار پر دوبارہ بمباری شروع کر دی جس کے نتیجے میں غار کا منہ دوبارہ کھل گیا۔ اس حادثہ سے صرف چند مجاہدین کے زخمی ہونے کے سوا باقی سب مجاہدین بہ عافیت بچ نکلے۔ یہ واقعہ "پہاڑوں کا بیٹا" میں کسی کمانڈر اور مجاہد کا نام لئے بغیر بیان کیا گیا ہے۔ لیکن اصل میں یہ واقعہ الحاج مولانا جلال الدین حقانی کے مشہورِ زمانہ جنگی مرکز ژوار کے معروف جنگ کے واقعات میں سے ایک ہے۔ اور مجاہدین بھی جناب حقانی صاحب کے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی امداد و نصرت سے نجات دلائی تھی۔

کتاب میں مندرج اکثر واقعات سچے اور حقیقی واقعات کی عکاسی کرتے ہیں بعض جگہوں میں مصنف کے قلم نے حدود سے تجاوز بھی کیا ہے جو شاید افغان معاشرے کے رسوم و رواج اور کلچر و روایات سے متعلق ان کی محدود معلومات کی وجہ سے ہوا ہے۔

مثلاً صفحہ ۱۸۷ میں تحریر ہے کہ جب عبدالرحمٰن طاہرہ کو شادی کے بارے میں کہتا ہے تو وہ درست جواب نہیں دیتی، اس سے عبدالرحمٰن یہ تاثر لیتا ہے کہ گو طاہرہ ناراض ہو گئی ہے اس لئے عبدالرحمٰن مخاطب ہو کر کہتا ہے:

عبدالرحمٰن: میری بات پر ناراض ہو کر ادھر آئی ہو تو میں معافی چاہتا ہوں، آئندہ سے شادی کے بارے میں کوئی بات نہیں کرونگا"

طاہرہ: بھائی جان! میں آپ سے کیسے ناراض ہو سکتی ہوں؟ ایسا لگتا ہے کہ آپ کو افغانستان کے رسم و رواج کے بارے میں کچھ بھی علم نہیں۔

عبدالرحمٰن: تو اس کا مطلب ہے کہ تمہیں علی سے شادی منظور رہے۔

طاہرہ: مجھے کیا معلوم، اماں سے پوچھیں

عبدالرحمٰن: اماں تو اس رشتے پر بہت خوش ہے مگر علی کی کچھ شرائط ہیں۔

طاہرہ: کیا؟

عبدالرحمٰن: وہ چاہتا ہے کہ شادی کے بعد تم پاکستان میں رہو۔

طاہرہ: کیا یہاں رہ کر میں اُن کے ساتھ جہاد میں شریک نہیں ہو سکتی؟

عبدالرحمٰن: کمانڈر صاحب کا خیال ہے کہ عورتوں اور بچوں کا مجاہدین کے مراکز کے قرب و جوار میں رہنا اچھا نہیں۔

طاہرہ: جب بھائی جان کہتے ہیں تو درست ہو گی۔ پھر میں کیسے کہہ سکتی ہوں کہ غلط ہوتی ہے۔

اس مسئلے کا ایسے طریقے سے ذکر کیا گیا ہے کہ افغانوں کے کلچر، رسم و رواج میں قطعاً دیکھا نہیں گیا ہے کہ ایک روسی نژاد کسی مجاہد کے ساتھ ایک افغانی جوان سال لڑکی سے شادی کرنے کے بارے میں بات چیت کرے۔ حالانکہ اکثر دیہات میں جوان سال لڑکیوں کو خبر تک نہیں ہوتی کہ اس کی شادی کس کے ساتھ ہونے والی ہے۔

اور یہ کہ کسی کنواری سے براہ راست شادی کرنے کی بات کی جائے اور وہ بھی ایک ایسے شخص کے ذریعے جو قطعاً نا آشنا اور اجنبی آدمی ہو اور وہ بھی ایک قبائلی اور سخت رسم رواج رکھنے والے علاقہ میں یہ بالکل افغانی کلچر کے خلاف اور قطعاً ناممکن ہے

لیکن پھر بھی سچے اور حقائق پر مبنی واقعات کا پلہ بہت بھاری ہے۔ کتاب روسیوں کے ظلم و تشدد، وحشت و بربریت کی عکاسی کرتی ہے اور نہایت مناسب طریقے سے مجاہدین کی جرأت و بہادری کو تمثیل کرتی ہے۔

ہم جناب ملک احمد سرور صاحب کو اس یادگار کتاب کی اشاعت پر تہہ دل سے مبارکباد پیش کرنے کے ساتھ ساتھ دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کار خیر میں مزید کامیابی بخش دے۔

تحریر: سیّد ساجد یزدانی

کشمیریوں پر ظلم و جبر کی انتہا کر دی گئی

جب دنیا اکیسویں صدی میں قدم رکھ رہی ہے ایسے میں کسی کو محکوم رکھنا اور کسی کے حقوق دبانا اب کسی کے بس کی بات نہیں رہی۔ ساری دنیا میں انقلاب رُونما ہو رہے ہیں۔ محکوم قومیں جاگ رہی ہیں۔ چھوٹی قومیں بڑی طاقتوں سے نبرد آزما ہیں۔ یوں سمجھ لیں کہ چیونٹیاں ہاتھیوں کو گرا رہی ہیں۔ یہ مکافات عمل ہے جس نے جو بونا ہے اُسے وہی کاٹنا ہے۔ بھارت جو امریکہ اور برطانیہ کے بعد اپنے آپ کو دنیا کی بڑی جمہوری ریاست کہتا ہے اگر اسے دیکھا جائے تو اس سے بڑا سامراج اور کوئی نہیں۔ وہ چھوٹی چھوٹی ریاستوں اور صوبوں کو اپنا دست نگر بنا کر ایک تیسری بڑی قوت بن کر اُبھرنا چاہتا ہے مگر کشمیر کے بہادر اور جری جوانوں نے اپنے عزم و ہمت اور جرأت و استقلال سے بھارتی عزائم کو خاک میں ملا دیا کشمیریوں کی جدوجہد آزادی سے بھارت کے اندر بسنے والی چھوٹی اقلیتوں اور دوسرے صوبوں میں آزادی کی لہر اُبھر رہی ہے اور بالآخر غاصب بھارتی حکمرانوں کو شکست سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اس لئے کہ آج مظلوم جاگ رہا ہے اور وہ کسی قیمت پر جھکنے کیلئے تیار نہیں۔

بھارتی فوج نے کشمیر میں ظلم و جور کا جو بازار گرم کر رکھا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ جو لوگ مقبوضہ کشمیر سے مختلف راستوں سے گذر کر آ رہے ہیں ان میں سے ایک کشمیری باشندے نے بھارتی فوج کے ظلم کی داستان بیان کرتے ہوئے بتایا۔

یہ کشمیر جنت نظیر کے شہر سرینگر میں ایک بھیانک رات ہونے والے ان خونیں واقعات کی دلدوز کہانی ہے جب بھارتی فوج نے محمد عربی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام لیوا مسلمان کشمیریوں کو اپنی درندگی کا نشانہ بنایا اور پھولوں جیسے کشمیری بچوں کو انڈین آرمی کے کتوں نے سنگینوں میں پرو دیا۔ یہ سب ظلم اس مسلم کُش گورنر جگ موہن کے حکم پر ہوا جس نے ۱۹۵۷ء میں دہلی میں ترکمان گیٹ کی مسلمان آبادی پر بلڈوزر چلوائے تھے اور ہزاروں مسلمانوں کو شہید کروایا تھا۔

کشمیری مجاہد سرینگر کی داستانِ الم سنا رہا تھا۔ گورنر جگ موہن نے حکم دیا تھا کہ سرینگر کے گھر گھر کی تلاشی لی جائے کیونکہ ان کے خیال میں وہاں حریت پسند چھپے ہوئے تھے اور انہوں نے اسلحہ جمع کر رکھا تھا۔ اسی مقصد سے انڈین آرمی کے بدکردار فوجی کشمیری مسلمانوں کے گھروں پر شب خون مار رہے تھے۔ اسلحہ کی برآمدگی تو ایک ڈرامہ تھا۔ اصل میں وہ مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے اور ان کی عزتیں پامال کرنے آئے تھے۔ وہ اپنے ان زخموں کا بدلہ لینے آئے تھے جو انہیں حریت پسندوں نے

ربیعہ سعید کو اغوا کر کے اور اپنے مجاہد ساتھیوں رہا کروا کر لگائے تھے۔

کشمیری مسلمان سونے کی تیاریاں کر رہے تھے کہ بھارتی فوجی درندے گھروں کے دروازے کھٹکھٹانے لگے۔ جن مکینوں نے گھروں کے دروازے بند کر رکھے تھے ان کے دروازے توڑ دیئے گئے۔ دروازے توڑ کر بھارتی درندے اندر داخل ہو کر گھروں کے مردوں کو زدو کوب کرتے اور گرفتار کر لیتے جو ذرا جرات دکھاتا اسے گولی ماردی جاتی۔ بھارتی خبیث جب نوجوان لڑکیوں سے چھیڑ چھاڑ کرتے تو ان کے غیرت مند بھائیوں کو کیسے قرار آتا۔ وہ ان وحشیوں کو گالیاں دیتے، لڑتے اور اپنے آپ کو آزاد کروانے کی کوشش کرتے، ان کی اس مزاحمت پر فوجی بے دریغ انہیں گولی مار دیتے۔ اس طرح بیسیوں نوجوان اپنی عزت و حرمت کے لئے کٹ مرے۔ بعض جگہ پاکدامن و پاک سیرت بہنوں نے درندوں کے ہاتھوں سے اپنی عصمت بچانے کے لئے خودکشی کر لی۔

کئی جگہوں پر تو نوجوانوں نے فوج پر فائرنگ بھی کی اور لوگ احتجاج کرتے ہوئے گھروں سے نکل آئے۔ کاک سرائے کی جامع مسجد کے خطیب نے لاؤڈ سپیکر پہ جہاد کا وعظ شروع کر دیا اور لوگوں کو گھروں سے باہر آنے کی تلقین کی۔ خطیب کہہ رہے تھے کہ جو چیز بھی کسی کو میسر ہے۔ خنجر، لاٹھی وغیرہ لے کر گھروں سے نکل پڑو اور ان بھارتی غاصبوں پر ٹوٹ پڑو۔ اتنے میں کچھ فوجی مسجد کی طرف آئے اور بوٹوں سمیت دندناتے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے اور انہوں نے امام صاحب کو مارنا شروع کر دیا۔ کچھ نوجوان ان کی طرف لپکے لیکن وہ بے چارے نہتے تھے اور فوجی جدید اسلحہ سے مسلح تھے۔ جیسے ہی وہ ان کی طرف بڑھے رائفلوں کے دھانے آگ اگلنے لگے اور کئی نوجوان شہید ہو گئے۔

زینہ کول اور چھوٹا بازار میں بھی یہ ظلم زیادہ ہولناکی اور سفاکی سے ہو رہا تھا کیونکہ یہ علاقہ حریت پسندوں کا گڑھ تھا۔ گلیوں اور سڑکوں پر بچے اور عورتیں روتی ہوئی دوڑ رہی تھیں بوڑھے پریشان حال پھر رہے تھے۔ جو نوجوان شہید یا گرفتار ہونے سے بچ گئے تھے وہ غصے اور بے بسی میں تلملاتے پھر رہے تھے۔ کسی کی بہن نہیں مل رہی تھی تو کسی کی بیٹی نہیں تھی بہت سی نوجوان لڑکیوں کو بھارتی درندے گاڑیوں میں ڈال کر لے جا چکے تھے۔ بوڑھی اور عمر رسیدہ عورتیں ان کے غم میں پاگل ہوئی جا رہی تھی۔ کئی عورتیں ننگے پاؤں فریاد کرتی فوجی درندوں کے پیچھے بھاگ رہی تھیں کہ ان کی جوان بیٹیوں کو چھوڑ دو ان کو نہ لے جاؤ۔ لیکن گائے کی پوجا کرنے والے کالے بھیڑیئے ان کی اس آہ و فغاں پر سفاکی سے قہقہے لگاتے، وہ بین کرتیں تو ان عورتوں کے ساتھ مذاق کرتے اور ان کے بال نوچ لیتے۔

درندے اپنی درندگی میں مست تھے۔ روئے زمین پر شاید ان کو پوچھنے والا کوئی نہ تھا یہ بھارتی خنزیر کہیں دس دس بیس بیس کی ٹولیوں میں تھے تو کہیں دو دو، تین تین کی ٹکڑیوں میں۔ بٹ مالو کی مسجد سے بھی لوگوں کو گھروں سے نکلنے کیلئے کہا جا رہا تھا۔ لوگ گھروں سے نکل نکل کر مسجد میں جمع ہو رہے تھے۔ بٹ مالو میں اشرف علی نامی ایک قصاب رہتا تھا، اس کے گھر پر تین فوجیوں نے حملہ کیا۔ اس کی ایک نوجوان بہن بھی تھی۔ تلاشی کے بہانے داخل ہونے والے فوجیوں نے جب نوجوان لڑکی دیکھی تو ان کی شیطنت عود کر آئی۔ انہوں نے اس کے ساتھ دست درازی شروع کر دی اور اسے اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کرنے لگے۔ اس پر لڑکی نے چیخنا شروع کر دیا۔ اور اپنے آپکو درندوں سے بچانے کیلئے ہاتھ پاؤں مارنے لگی۔ تینوں درندے اس نوخیز کلی کو اپنی ہوس کا نشانہ بنانے کی کوشش میں اس کے بھائی کو بھول گئے۔ اشرف قصاب ہے اس لئے گھر میں ایک چھرا بھی موجود تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ بہن کی عزت خطرے

(باقی ص۴۴ پر)

روس میں کیا ہو رہا ہے؟

بشکریہ ایشیاء

روسی وسطی ایشیا میں اسلامی چیلنج کے عنوان سے فار ایسٹرن اکنامک ریویو نے ایک تفصیلی رپورٹ شائع کی ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ بخارا کے ۵۰۰ برس پرانے مدرسہ میں جو روس کا واحد اسلامی مذہبی کالج ہے ۱۲۵ طلبہ زیر تعلیم ہیں جو وسطی ایشیا کی مختلف قومیتوں سے تعلق رکھتے ہیں یہ طلبہ امام بننے کی تربیت حاصل کر رہے ہیں نئے مدرسے کھل رہے ہیں اور مساجد کی تعداد میں ڈرامائی اضافہ ہو رہا ہے جو نمازیوں سے بھری ہوتی ہیں ان حالات میں روسی مسلمانوں کی نئی نسل یہ محسوس کر رہی کہ ۱۹۱۷ء کے انقلاب روس کے بعد پہلی سیاسی قوت ان کے ہاتھ میں ہے دنیا میں اسلام کے احیاء کی تحریک ان دنوں وسطی ایشیا میں زوروں پر ہے جو ماسکو کے لئے ایک سنگین سیاسی اور ثقافتی چیلنج کا باعث ہوگی

رپورٹ کے مطابق بخارا جو ازبکستان کی جمہوریہ میں واقع ہے قرون وسطی میں اس شہر میں ۱۱۳ مدرسے اور ۳۶۰ مساجد تھیں اور یہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزہ اور نمایاں صوفیائے کرام کے مدفن ہیں ۱۹۱۷ء کے بعد وہاں صرف تین مساجد اور ایک مدرسہ باقی رہ گیا. لیکن گزشتہ ماہ کے دوران ۱۵ نئی مساجد تعمیر ہو چکی ہیں اور صوفیائے کرام کے مزار زائرین سے بھرے رہتے ہیں۔

ایک امام مسجد مختار جان نے کہا کہ روس میں اسلام کو ہمیشہ سیاست اور ریاست سے الگ رکھا گیا. لیکن اب نوجوان مختلف انداز میں دیکھ رہے ہیں۔ مختار جان ایک عربی مدرسے کے سربراہ ہیں. اس مدرسے کے طلبہ نے نمائندہ فار ایسٹرن اکنامک ریویو) پر روس سے باہر کی دنیا میں اسلامی بنیاد پرستی کے بارے میں سوالات کی بوچھاڑ کر دی. انہوں نے ایرانی انقلاب اور افغان مجاہدین کے بارے میں سوالات کئے یہ طلبہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ ایک نئے عہد میں داخل ہو رہے ہیں ایک ازبک طالبعلم نے نمائندہ سے کہا کہ خدا نے ہمیں نہیں چھوڑا روس میں اس وقت جو سیاسی گند مچا ہوا ہے اسلام ہمیں اس سے نکلنے کی راہ بتائے گا.

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ وسطی ایشیا کے آریائی کے علاقے میں مساجد ایک بار پھر بنیادی سیاسی بحث کا مرکز بن رہی ہیں۔ جمعہ کی نماز کے بعد الماآتا (قازقستان کا دار الحکومت) کی مساجد میں نوجوان مسلمان جنگجو مسلمانوں میں ایک نئے زیر زمین اخبار کی کاپیاں تقسیم کرتے ہیں اس اخبار آلاس (ALAS) کے پہلے شمارے میں اسلامی جمہوریہ ترکستان کے قیام کا مطالبہ کیا گیا ہے جو روس اور چین کے تمام ترک زبان بولنے والے علاقوں پر مشتمل ہوگی، اخبار تقسیم ہونے کے بعد کئی گھنٹوں تک عام لوگ اس بارے میں مساجد کے صحن میں نوجوان جنگجوؤں سے بات چیت اور بحث مباحثہ کرتے رہتے ہیں، مسلمانوں کی ایک نئی زیر زمین تحریک بھی قائم ہو چکی ہے جو ان بہت سی اسلامی اور قومی تحریکوں میں شامل ہے جو پریسٹرائیکا کے بعد سے روس میں جنم لے رہی ہیں

جنوری تک روس میں اسلامی سرگرمیاں ایک سرکاری مسلم ریلیجس بورڈ کی نگرانی میں ہوتی ہے جو تاشقند (ازبکستان) میں قائم ہے

تاہم الماآتا کے قاضی ادہ بیگ نسان بائی نے ایک چھوٹی سی بغاوت کر ڈالی اور الگ سے اپنا مذہبی بورڈ قائم کر ڈالا۔ وہ قازقستان کی سپریم سوویت کے ڈپٹی بھی ہیں اور انہوں نے اپوزیشن کی طرف سے ایٹمی ہتھیاروں کے خلاف مہم اور ماحولیاتی تحریک کی حمایت کر کے اپنی طاقت کا ایک مؤثر مرکز بھی قائم کر ڈالا۔ وہ اس سال ستمبر میں قازقستان کا پہلا مدرسہ قائم اور قرآن پاک کا قازق زبان میں ترجمہ بھی کر رہے ہیں انہوں نے گزشتہ ۵ ماہ کے دوران عوامی تعاون سے ۲۷ نئی مساجد بھی تعمیر کی ہیں جس کے بعد قازقستان میں مساجد کی تعداد ۹۰ ہو گئی ہے انہوں نے کہا کہ پریسٹرائیکا مسلمانوں کے لئے فائدہ مند ہے اب ہمارے لوگوں کو قرآن پاک کے مزید نسخوں، مزید مساجد اور اسلامی اسکولوں کی ضرورت ہے

تاشقند کے ۳۸ سالہ مفتی محمد یوسف کا کہنا ہے کہ ہر روز ایک نئی مسجد بن رہی ہے اور اب تک صرف تاشقند میں ۳۰ مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔

مفتی محمد یوسف گزشتہ سال چھ بار صدر گورباچوف سے ملاقات کر چکے ہیں جن میں انہوں نے گورباچوف کو مسلمانوں کے مسائل کے بارے میں مشورے دیئے۔

ان دونوں مفتیوں کی اس سخت مسابقت کی جھلک زیر زمین اسلامی بنیاد پرست گروپوں کے درمیان بھی دیکھی جا سکتی ہے، گروپ وسطی ایشیا کی پانچوں ریاستوں ازبکستان، قازقستان، کرغیزیا، تاجکستان اور ترکمانیہ میں اپنے پیروکاروں کے حلقے بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اگرچہ روس کا یہ خدشہ ابھی قبل از وقت نظر آتا ہے کہ اسلامی بنیاد پرستی وسطی ایشیا پر چھا جائے گی۔ پھر بھی گورباچوف اسلامی احیاء کی تحریک کو ایک سیاسی تحریک میں تبدیل ہونے سے روکنا چاہتے ہیں۔ تو انہیں مسلمانوں کو وسیع تر سیاسی اور ثقافتی خود مختاری دینا ہو گی۔ یہ مسلم اسٹیبلشمنٹ" جو اب تک کمیونسٹ پارٹی کی ذیلی تنظیم رہی ہے اپنے نو دریافت سیاسی حلقے کو استعمال کر رہی ہے، اگرچہ یہ ابھی کمیونسٹ پارٹی کے لئے چیلنج نہیں بنی اور اسلامی بنیاد پرستی کو ایک حد پر برقرار رکھ کر گورباچوف کی خدمت کر رہی ہے، لیکن پھر بھی یہ سیاسی اثر کا ایک نیا مرکز بن رہی ہے۔

پہلے وسطی ایشیا کے مسلمانوں کے بیرونی دنیا کے مسلمانوں سے تعلقات سرے سے ختم ہو گئے تھے لیکن اب مسلمان ان تعلقات کو از سر نو استوار کر رہے ہیں وہ اسلامی ممالک سے آزادانہ تعلقات اور وہاں مطالعہ اور سفر کے لئے وسیع تر مواقع کے طلب گار ہیں

اس سال قریب ۶ سو روسی مسلمانوں نے حج کیا ہے جو کروڑوں روسی مسلمانوں کے لئے بہت کم تعداد ہے لیکن ۱۹۱۷ء کے بعد سے حج پر جانے والے مسلمانوں کی سب سے بڑی تعداد ہے۔

روس میں قرآن پاک کی بھی بڑی قلت ہے سعودی عرب نے جو دس لاکھ قرآن پاک کے نسخے بھیجے تھے وہ تاشقند میں پہنچ گئے ہیں لیکن اب تک کسی نے بھی انہیں نہیں دیکھا۔ آلما آتا کے نوجوان قازق زبان میں ترجمہ شدہ قرآن پاک کے لئے بے تاب ہیں، غیر ملکی زبانوں میں ڈاکٹریٹ کرنے والے ایک طالب علم کو انیش استر گانوف نے جو افغانستان میں روسی فوج کے ساتھ خدمات انجام دے چکا ہے اور وہاں اسے اسلام سے دلچسپی پیدا ہوئی۔ کہا کہ ہم اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ہماری تاریخ کا حصہ ہے۔ لیکن ۲۰ سال سے ہمیں اس کے بارے میں کسی بات کا علم نہیں ہو سکا۔

روسی نوجوان گزشتہ ۷۰ برس کی خالی تاریخ کو مکمل کرنا چاہتے ہیں اور اس ضرورت نے اسلام کو وسطی ایشیا میں ایک غیر معمولی کردار ادا کرنے کے قابل بنا دیا ہے، مشرق وسطی یا ایران میں، اسلامی بنیاد پرستی نے ریاست کی ایک مکمل تھیوری تشکیل دے ڈالی ہے جس میں نسل پرستی قابل مذمت قرار دی گئی ہے، لیکن وسطی ایشیا میں جہاں اسلامی جوش و جذبہ کو روسی غلبہ کی مخالفت کے لئے تو مناسب سمجھا جاتا ہے لیکن مسلمانوں سے جو دوسری نسل سے

تعلق رکھتے ہیں سامنا ہونے کے موقع پہ اسے فراموش کر دیا جاتا ہے۔

روسی مسلمانوں میں فرقہ پرستی کم ہے کیونکہ سنی آبادی کی اکثریت ایک ہی فقہ حنفی سے تعلق رکھتی ہے۔ شیعہ صرف آذربائیجان میں اکثریت میں ہیں۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ روسی مسلمانوں کو باہر کی دنیائے اسلام میں فرقہ وارانہ چپقلش کا بہت کم علم ہے۔ بیشتر مسلمان تصوف کے قائل ہیں۔

روسی دانشوروں کے خیال میں گورباچوف کا یہ اعلان کہ روس "مشترکہ یورپی گھر" کا حصہ ہے۔ روس کے کروڑوں مسلمانوں کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اگر روس اس علاقہ کا کنٹرول اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے اسے مسلمانوں کی ضروریات کا احساس کرنا ہوگا اور ان کے مسائل کا سیاسی حل نکالنا ہوگا لیکن اس بات کا امکان کم ہی ہے کہ روس کے پاس وسطی ایشیا کے لئے کوئی مربوط حکمت عملی موجود ہے

فار ایسٹرن اکنامک ریویو کی دوسری رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ روس میں قومی اور اسلامی بیداری کی تحریک پر ترکی زبان بولنے والے ازبکوں کا غلبہ ہے جو روس کی سب سے بڑی غیر یورپی آبادی ہیں ازبکستان کی ایک کروڑ ۹۰ لاکھ آبادی میں سے ۶۹ فیصد ازبک مسلمان ہیں اور روس کی دوسری ریاستوں میں بھی ازبک اقلیتیں پائی جاتی ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے:

کرغیزیا آبادی	۴۳ لاکھ ازبک	۱۲ فیصد
تاجکستان آبادی	۴۸ لاکھ "	۲۳ "
ترکمانستان "	۳۴ لاکھ "	۹ "

اس کے علاوہ چین اور افغانستان میں بھی ازبک آبادیاں پائی جاتی ہیں۔

ازبکستان کی سب سے بڑی اپوزیشن تحریک برلیک (اتحاد) ایک سخت قوم پرست تنظیم ہے جسے ۱۰ لاکھ افراد کی حمایت حاصل ہے یہ تحریک مکمل آزادی کے پہلے مرحلے کے طور پر خود مختاری اور اقتصادی آزادی کا مطالبہ کرتی ہے، اس کے دوسرے مطالبات میں روس کے ترک زبان بولنے والے گروپوں میں اتحاد، وسطی ایشیا کے مسلمانوں کی کنفیڈریشن کا قیام، اسلام کی وسیع تر نشر و اشاعت اور ازبک زبان کے لئے عربی رسم الخط کی وسیع تر ترویج شامل ہیں۔ برلیک کی قیادت ازبک شعراء اور دانشور کر رہے ہیں، اس میں پان اسلامسٹ انیشنلسٹ اور اسلامی بنیاد پرست گروپ شامل ہیں، برلیک کے ایک لیڈر ایدیلوف مرلالام نے بتایا کہ ماسکو ہمارے ساتھ غلاموں جیسا سلوک کر رہا ہے، ازبکستان روس کی غریب ترین ریاست ہے۔ لیکن اس کے پاس بہت زیادہ قدرتی وسائل ہیں۔ جو روس لے جاتا ہے۔

ازبکستان میں روسیوں کی آبادی ۱۱ فیصد ہے اور عوام ان سے نفرت کرتے ہیں خوفزدہ نوجوان روسی اب ازبکستان چھوڑنے کی تیاری کر رہے ہیں

ازبکستان میں ایک خفیہ اسلامی پارٹی بھی قائم ہو چکی ہے۔ جو روس کی اسلامی جمہوریاؤں کی آزاد فیڈریشن بنانا چاہتی ہے اس تنظیم کو تیزی سے مقبولیت حاصل ہو رہی ہے اس قسم کی افواہیں ہیں کہ وادی فرغانہ میں افغانستان سے اسلحہ آ رہا ہے اور متحارب افغان رہنما گلبدین حکمت یار اور احمد شاہ مسعود وسطی ایشیا میں اپنا اثر و رسوخ بڑھانے کے لئے اس اسلامی جماعت پر غلبہ کے لئے زور آزمائی کر رہے ہیں۔

چین کا جو علاقہ قازقستان سے ملتا ہے وہ اوئی غور (سنکیانگ) کہلاتا ہے، جس میں ۵۰ لاکھ اوئی غور ترک مسلمان آباد ہیں ۳ لاکھ اوئی غور مسلمان ۱۹۵۸ء اور ۱۹۶۰ء کی دہائی میں چین کے انقلابات کے دوران چین سے فرار ہو کر روسی قازقستان اور دوسرے علاقوں میں آ گئے تھے جبکہ ۶۰ء کی دہائی کے بعد سے ۰لم لاکھ چینی ہان سنکیانگ کے علاقے میں آ کر آباد ہو گئے جس کی وجہ سے اوئی غور مسلمانوں میں بے چینی پھیلی اور ساتھ ساتھ بے روزگاری بھی۔

اس سال اپریل میں سنکیانگ کے شہر بیرین میں فسادات ہوئے اور چینی ملیشیا کی کارروائی سے ۵۰ افراد مارے گئے۔ چین نے الزام لگایا کہ آزاد چینی ترکستان کے قیام کے لئے بنیاد پرست مسلمانوں نے اوئی غوروں کو اکسایا، حتیٰ کہ چین کے وزیر اعظم لی پینگ نے روسی رہنماؤں کی بیجنگ آمد پر ان سے اس بے چینی کے ساتھ

نمٹنے کے بارے میں صلاح و مشورہ کیا۔ روس اور چین دونوں ممالک کے اوئی غر مسلمانوں میں اسلامی جوش و جذبہ اور پان ترک ازم مشترکہ آئیڈیل ہے۔ روسی اوئی غر مسلمانوں کا ایک اخبار چینی چاپات عربی رسم الخط میں نکلتا ہے اس کے ایڈیٹر قاسموف علم وزان نے بتایا کہ اگر چینی اوئی غر آزادی کے لئے اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں تو ہم ان کا ساتھ دیں گے۔

اس اخبار کے بارہ اوئی غر صحافی ۶۰ کی دہائی میں چین سے فرار ہو کر روس آگئے تھے اور ان کے چین میں موجود رشتہ داروں سے اب بھی قریبی تعلقات ہیں۔ روس میں قرآن مجید اوئی غر زبان میں موجود نہیں ہے۔ تاہم چین میں اوئی غر ترجمے والا قرآن مجید شائع ہو چکا ہے اور روس کے اوئی غر مسلمان اسی قرآن پاک کا مطالعہ کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں بیشتر اوئی غر عربی بولتے ہیں۔ یہ مسلمان ماؤزے تنگ کے مظالم کو نہیں بھولے۔

جریدہ کے مطابق چین اور روس دونوں کو اوئی غر مسلمانوں کے قومی تشخص سے خطرہ ہے۔ بالخصوص اگر یہ مسلمان مستقبل میں دونوں ممالک کے اسلامی بنیاد پرستوں اور پان ترک تحریکوں سے رابطے استوار کر لیتے ہیں۔

ایک چینی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اپریل کے بعد افغان مجاہدین نے اوئی غر باغیوں کو اسلحہ فراہم کیا ہے اور بغاوت کی قیادت ایک اسلامی تحریک نے کی تھی۔ یہی اسلامی جماعت اب روسی ریاستوں ازبکستان اور تاجکستان میں نہایت نمایاں زیر زمین تحریک ہے۔ یہ اسلامی تحریک ترک ریاستوں کی ایک اسلامی کنفیڈریشن قائم کرنا چاہتی ہے۔ یہ پارٹی چین اور روسی وسطی ایشیا کے ساتھ ساتھ افغانستان میں بھی اپنے رابطے استوار کر رہی ہے اور اب یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ اوئی غر مسلمان دونوں کمیونسٹ پڑوسیوں کی بالادستی کا شکار رہنے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔

ماسکو میں جو سیاسی اصلاحات کی گئی ہیں وہ وسطی ایشیا سے چھو کر نہیں گذریں جبکہ چین اب بھی اپنی مرضی منوانے کے لئے ظالمانہ قوت کے استعمال پر انحصار کرتا ہے، اگر چین اور روس وسطی ایشیا میں امن و استحکام دیکھنا چاہتے ہیں تو دونوں کے لئے اوئی غر مسلمانوں کو وسیع تر قومی اور ثقافتی خودمختاری دینا لازمی ہے۔

بقیہ: یہ کشمیریوں پر ظلم .....

میں ہے تو اس نے وہ چھرا جلدی سے نکالا اور ان فوجیوں پر حملہ آور ہو گیا۔ بھارتی درندے اپنی ہوس میں بالکل ہی غافل ہو چکے تھے۔ اشرف کے پہلے وار سے دو بدبخت جہنم واصل ہو گئے۔ تیسرا چاہتا تھا کہ گن سیدھی کر کے اشرف کو ختم کر دے کہ ادھر سے لڑکی نے اپنا پاؤں کھینچ لیا اور ادھر سے اشرف نے اس پر وار کر کے اسے بھی جہنم رسید کر دیا۔

مقبوضہ کشمیر سے پاکستان وارد ہونے والے کشمیری باشندوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور جس شخص نے یہ داستان بیان کی ہے اس نے بتایا کہ بھارتی فوج ایسے ایسے ظلم توڑ رہی ہے کہ میں اسے لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا آج پوری وادی کشمیر کشمیری باشندوں کے خون سے رنگین ہو رہی ہے اور مقبوضہ کشمیر سے بہت سے لوگ برف پوش پہاڑوں پر سے گرتے مرتے ہوئے آزاد کشمیر پہنچ رہے ہیں۔ ان میں سے بہت سے لوگ برف کے تودوں کے نیچے دب کر ہلاک ہو جاتے ہیں اور جو لوگ آزاد کشمیر پہنچ رہے ہیں ان کی حالت دیکھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

مقبوضہ کشمیر سے آمدہ اطلاعات کے مطابق پوری وادی میں بھارتی فوج چن چن کر مجاہدین آزادی کو ہلاک کر رہی ہے مگر حریت پسند کشمیری ہمت نہیں ہارے وہ انڈین فوج اور بھارتی جاسوسوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر کیفر کردار تک پہنچا رہے ہیں۔ کشمیر کے باشندوں نے عہد کر رکھا ہے کہ کچھ بھی ہو جائے بھارت سے ہر قیمت پر آزاد ہو کر دم لیں گے۔ ایسے میں امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے کہ ایک طرف کشمیریوں کی تحریک آزادی کے فروغ اور اس کی افادیت کے لئے کام کرے اور دوسری طرف ہر سطح پر کشمیر کی آزادی کے لئے کام کرے ۔

گذشتہ سے پیوستہ

تاریخ کے آئینے میں

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی حکمتِ عملی

کی غرض سے سب سے پہلا کام یہ تھا کہ خبر رسانی اور جاسوسی کا انتظام وسیع پیمانے پر کیا جائے چنانچہ ابتداء ہی سے اس کے نظم پر توجہ کی غرض سے مسلح اور جمعیت کی صورت میں جاسوسوں کے دستے بھیجے جاتے تھے جو کبھی دس بارہ سے زائد افراد پر مشتمل نہ ہوتے تھے۔

(۳) قریش کی تجارت کی روک ٹوک

کعبہ مسلمانوں کی خاص چیز تھی حضرت ابراہیمؑ نے اسے تعمیر کیا تھا اور مسلمان دینِ ابراہیمی کے پیرو تھے، قریش نے مسلمانوں کو حج اور عمرہ کرنے سے روک دیا۔ اب اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ ان کا کاروانِ تجارت (جو مدینہ کے اطراف سے ہوتا ہوا شام کو جایا کرتا تھا) کو روک کر مجبور کیا جائے کہ مسلمانوں کو کعبہ کے اندر جانے کی اجازت دے دیں۔

آنحضرتؐ کی مہمات تو اس غرض کے لئے تھیں۔ لیکن چونکہ قریش تجارت کے لئے بھی ہتھیار بند ہو کر نکلتے تھے اس لئے روک ٹوک میں کبھی کبھی مقابلہ درپیش ہو جاتا تھا اور جب قریش شکست کھا کر بھاگ جاتے تو مالِ تجارت بھی رواج کے مطابق بطور غنیمت ہاتھ آجاتا، قافلہ کو لوٹنا اصل مقصود نہ تھا، یہی روک ٹوک تھی جن کی بنا پر قریش نے بالآخر حدیبیہ کی صلح کر لی۔

(۴) امن و امان قائم کرنا

تمام قبیلے باہم لڑ رہے تھے یہاں تک کہ محترم مہینوں میں بھی بہانے نکال کر مہینوں کے نام بدل دیتے۔ تجارت بالکل غیر محفوظ تھی عرب کے معاش کا بڑا ذریعہ رہزنی اور قتل و تاراج تھا۔ چونکہ اسلام ان چیزوں کو مٹاتا تھا اس لئے عرب اسلام سے بڑھ کر کسی کو اپنا دشمن تصور نہیں کر سکتے تھے، چنانچہ بہت سی مہمیں اسی غرض سے تھیں، مثلاً مدینہ کی چراگاہ پر حملہ وغیرہ کے وقت زیادہ تر جو قبیلے ڈاکہ زنی اور لوٹ مار کرتے رہتے تھے خیمہ نشیں اور بادیہ گرد تھے ان کی روک ٹوک سخت دشوار تھی ان کی تعزیر کے لئے جب فوجیں جاتیں تو یہ پہاڑوں پر بھاگ جاتے یا اور کسی طرف چل دیتے اور قابو میں نہیں آتے تھے اس لئے مجبوراً جو فوجیں بھیجی جاتیں غفلت کے اوقات میں بھیجی جاتیں کہ وہ بھاگ نہ پائیں اسی طرح فوجوں پر اچانک حملہ کیا جاتا تھا اگر رسول کریمؐ فتنوں کو اٹھتے ہی دبانے کی کوشش نہ کرتے اور دشمنوں کو متحد ہونے سے پہلے نہ منتشر کرتے تو پھر مدینہ میں ایک دن بھی ٹھہرنا محال ہو جاتا

(۵) اشاعت اسلام

عرب میں آگ لگا رکھی تھی اس لئے جو سرایا دعوتِ اسلام کے لئے جاتے تھے ان کی زندگی ہمیشہ خطرہ میں رہتی بلکہ واقعتاً اکثر جماعت کی جماعت تبلیغی سلسلہ میں دشمنوں کے ہاتھوں شہید ہو گئی اور اگر کوئی بچ کر نکل آیا تو اسی نے داستان غم کی خبر دی (مثلاً بئر معونہ اور رجیع کے واقعات) اسی بنا پر اکثر تبلیغی سرایا کے ساتھ حفاظت کی غرض سے کچھ فوج بھی ساتھ کر دی جاتی تھی لیکن افسروں کو تاکید کر دی جاتی تھی کہ صرف اشاعتِ اسلام مقصود ہے، لڑائی بھڑائی کی اجازت نہیں۔

البتہ فتح مکہ کے بعد جب عام طور سے قبائل نے اسلام قبول کر لیا تو بتوں کی عظمت و جباری کا جاہلانہ تصور مٹانے کے لئے ان کے مراکز یعنی بت خانوں کو ڈھانے کے لئے بھی (جنہیں وہ اب تک اپنے ہاتھوں مٹانا نہ چاہتے تھے) سرایا بھیجے گئے۔

الغرض یہ وہ ناگزیر جنگیں تھیں جن میں رسولِ کریمؐ اور مسلمان اضطراراً سات آٹھ سال تک شر سے بچنے کی خاطر شریک ہوتے رہے مگر ان میں کوئی ایسی جنگ نہیں جس کی ابتدا مسلمانوں

نے کی ہو۔

جنگ افعال انسانی کا بدترین منظر ہے خصوصًا زمانہ جاہلیہ میں عرب کی جنگیں اپنی مثال نہ رکھتی تھیں لیکن ہر قسم کے وحشیانہ افعال جو عمل میں آرہے تھے ان کے مقابلہ میں اسلام نے عمدہ عمدہ اصلاحیں کیں اور ایک ایک کرکے ان کا استیصال کیا یہاں تک کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر جس کا خطبہ آپ نے عرفات میں دیا تھا۔ ثار کے قانون کا ابطال بھی کر دیا بالآخر وہی جنگ جو ہر طرح کے ظلم وستم اور جہالت و وحشت کا مجموعہ تھی اسلام کی تعلیم نے اس کو اعلائے کلمۃ اللہ، قیام امن، رفع مفاسد، نصرت مظلوم اور تسبیح وتہلیل کی صورت میں تبدیل کر دیا

اصول جنگ کے موافق اکثر غزوات میں رسول کریمؐ اپنا ارادہ پہلے سے نہ بتاتے تھے کہ کہاں حملہ کرنا ہے؟

فوجی مہموں میں غیر سمت چل کر نامانوس راستوں سے گزرتے ہوئے دشمن کو اچانک جالینا، اونٹوں کے گلے سے گھنٹیاں علیحدہ کرا دینا تاکہ دشمن کو فوج کی حرکت کا نہ پتہ چل سکے

فوج کی تعداد کی کمی اور اس کی بنا پر کمزوری کا علاج مختلف تدابیر سے کرنا مثلاً کیمپوں میں رات کے وقت زیادہ تعداد میں چولہوں کو روشن کرنا یا رات میں پہاڑی سے اترتے وقت مشعلیں بڑی تعداد میں جلوا دینا۔ خندق کھدوا کر قلعہ بند ہو جانا، میدان جنگ میں کلیدی مقامات پر مورچہ بندی اور دشمن کی تیاری سے پہلے اس کا پیچھا کرنا بلکہ سرحد تک پہنچ کر مرعوب کر دینا۔

محکمہ تفتیش کے ذریعہ دشمن کی نقل وحرکت معلوم کرکے اچانک حملہ کر دینا مگر رات کو حملہ نہ کرنا آپ کی امتیازی سنت رہی ہے

اکثر حالات میں قدرت کی عطا کردہ جغرافیائی پوزیشن سے پورا فائدہ اٹھانا، اپنی اور صحابہ کی ثابت قدمی اور استقلال سے عام فوج کی ہراس کو دور کرکے ان کی ہمت افزائی کرنا۔

اونٹوں کی کمی پر کئی کئی کا سوار ہونا یا باری باری سے سوار ہونا، رسد کی کمی پر فاقہ کشی بھی اختیار کرنا۔

تیر کمان، ڈھال، تلوار، خود وزرہ، برچھی و بھالا کے علاوہ قلعہ شکن آلات (مثلاً منجنیق ضبور دبابہ و عرادہ وغیرہ) سے بھی کام لینا۔

ضرورت کے مطابق کہیں انگلیوں کے پوروں پر کہیں گردن کے اوپر مارنے کہیں گھوڑوں کے حملہ کو روکنے کے لئے بڑے پھل کے تیروں کو چلانے کا حکم دینا۔

جنگوں میں اکثر اپنا شعار مقرر کرنا تاکہ دوست دشمن کی پہچان ہو سکے۔

بہادر تجربہ کار اور قابل سپاہیوں اور صحابیوں (مثلاً حمزہؓ، سلمان فارسیؓ، حبابؓ بن المنذر اور خالدؓ بن ولید وغیرہ) کی موجودگی اور ان کے مفید اور پختہ مشوروں سے فائدہ اٹھانا۔

یہ اور ان ہی جیسے دیگر اقدامات تھے جو مختلف مواقع پر رسول کریمؐ نے اختیار کئے تھے۔

جنگوں کی تاریخی ترتیب

جنگ بدر ـــــ ۱۷ رمضان	۲ ھ
بنو قینقاع کے ساتھ جنگ ـــ شوال	۲ ھ
غزوہ سویق ـــــ ذوالحجہ	۲ ھ
جنگ احد ـــــ سنیچر ۱۱ شوال	۳ ھ
سریہ حمراء الاسد ـــ اتوار ۱۲ شوال	۳ ھ
بنو نضیر کے ساتھ جنگ ـــ ربیع الاول	۴ ھ
بدر الصغریٰ کی مہم ـــــ ذیقعدہ	۴ ھ
غزوہ مریسیع یا بنی مصطلق ـــ ۲ شعبان	۵ ھ
غزوہ احزاب یا جنگ خندق ـــ شوال ذیقعدہ	۵ ھ
بنو قریظہ کے ساتھ جنگ ـــ ذیقعدہ ذوالحجہ	۵ ھ
صلح حدیبیہ ـــــ ذی قعدہ	۶ ھ
جنگ خیبر ـــــ محرم	۷ ھ
غزوہ وادی القریٰ اور فدک ـــ محرم یا صفر	۷ ھ
ادائے عمرہ ـــــ	۷ ھ
جنگ موتہ ـــــ جمادی الاولیٰ	۸ ھ
فتح مکہ ـــــ ۱۰ رمضان	۸ ھ
جنگ حنین ـــ اوطاس شوال	۸ ھ
طائف ـــ شوال وذی قعدہ	۸ ھ
غزوۂ تبوک ـــــ رجب	۹ ھ
حج اکبر ـــــ	۹ ھ
حجۃ الوداع ـــــ	۱۰ ھ

اخبار جہاد

خوست میں باربردار طیارہ تباہ کر دیا گیا

خوست سے موصولہ اطلاعات کے مطابق ۳ عقرب کو مجاہدین نے الحاج مولوی جلال الدین حقانی کی قیادت میں سلمان فارسی درونا نامی مرکز کے مجاہدین نے راکٹ انداز نامی چوکی پر کامیاب حملہ کیا جہاں سات فوجی ایک راکٹ لانچر، ایک گرینوف گن اور پانچ کلاشنکوف رائفلوں سمیت مجاہدین سے آملے۔ اطلاعات کے مطابق علاقے میں مجاہدین حجگر لسنا فہیم کی قیادت میں دشمن کے خلاف وقفوں وقفوں سے حملے کر رہے ہیں۔

جہادی مراکز سے موصولہ اطلاعات کے مطابق سلمان فارسی مرکز کے مجاہدین نے یکم عقرب کو دُور مار توپوں سے گولہ باری کر کے خوست کے نو تعمیر کردہ ایئر پورٹ پر ایک باربردار طیارہ تباہ کر دیا۔ اسی روز دو فوجی اپنے اسلحہ سمیت مجاہدین سے آملے آخری اطلاعات کے مطابق مجاہدین کی کارروائی جاری ہے۔

خوست میں دشمن کا ایک طیارہ تباہ کر دیا گیا

محاذِ جنگ سے موصولہ اطلاعات کے مطابق جناب الحاج جلال الدین حقانی کی زیرِ قیادت مجاہدوں نے ۱۴ نومبر ۱۹۹۰ء کو دشمن کا ایک انتونوف نوعیت کا طیارہ نشانہ بنا کر مار گرایا۔

تفصیلات کے مطابق مذکورہ طیارہ خوست میں محصور کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کی فوجیوں کو جنگی سامان آلات اور دیگر مہمات پہنچانے کی غرض سے خوست جا رہا تھا کہ اچانک مجاہدین کی دور مار توپوں کی زد میں آکر تباہ ہوگیا اور محصور فوجی اسلحہ اور دیگر امداد سے محروم ہوگئے۔

خوست پر مجاہدین کے حملوں کا سلسلہ جاری ہے

پکتیا کے سرحدی علاقے خوست سے موصولہ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۱۷ عقرب کو خوست میں کابل کٹھ پتلی حکومت کے "گلم جم" نامی دستوں کے گیارہ فوجی اپنے اسلحہ سمیت الحاج مولوی جلال الدین حقانی کی قیادت میں چلنے والے سلمان فارسی (رض) نامی مرکز کے مجاہدین سے آملے، اطلاعات کے مطابق یہ فوجی اپنے ساتھ دو راکٹ لانچر، دو پیکا مشین گن اور آٹھ کلاشنکوف رائفلیں بھی لائے ہیں، ایک اور اطلاع کے مطابق اسی روز "گلیم جم" کے

بارہ فوجی درلکہ نامی علاقہ میں بھی مجاہدین سے آملے۔ اطلاعات میں مزید بتایا گیا ہے کہ خوست مرکز کے ارد گرد فوجی تنصیبات کے خلاف مجاہدین کے حملوں کا سلسلہ جاری ہے

افغان رہنماؤں کا اظہار تعزیت

۱۹ر نومبر (انٹرانسی افغان)

مولانا جیبب گل اور قاری لال محمد خان پاکستان اور افغانستان کا قیمتی سرمایہ تھے صوبہ پکتیا کے کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی، اُن کے نائب مولانا نظام الدین حقانی اور مجاہدین کی ملٹری کونسل کے ترجمان مولانا محمد یعقوب شریعت یار نے جمعیت علمآ اسلام کے رہنماؤں مولانا جیبب گل اور قاری لال محمد خان کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے، افغان رہنماؤں نے اپنے تعزیتی پیغام میں کہا ہے کہ مرحومین نہ صرف پاکستان کا قیمتی سرمایہ تھے بلکہ افغان جہاد کے لئے ان کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی جمعیت علمآ اسلام کے قاری لال محمد خان ۷ار نومبر کو جنوبی وزیرستان کے ہیڈ کوارٹر وانا میں قتل کر دیئے گئے تھے۔

شین ڈنڈ میں مجاہدین نے پانچ طیارے تباہ کر دیئے

موصولہ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے شین ڈنڈ کے ہوائی اڈے پر میزائلوں سے حملہ کر کے دشمن کے پانچ طیارے تباہ کر دیئے اور پینتالیس عسکر وافسر ہلاک و زخمی کر دیئے تفصیلات کے مطابق مجاہدین نے ۲۵ر اکتوبر کو راکٹوں سے شین، ڈنڈ ایئر پورٹ پہ گولہ باری کر کے دو سوخوئی بمبار طیارے اور تین ہیلی کاپٹر گن شپ تباہ کر دیئے، گولہ باری سے گولہ بارود کے ڈپو میں آگ لگ گئی جس سے اٹھنے والے شعلے پندرہ کلومیٹر دور سے بھی دکھائی دے رہے تھے۔ اس حملے میں اکیس فوجی افسر ہلاک اور چوبیس زخمی ہوئے۔ اگلے روز مجاہدین نے پھر اسی ہوائی اڈے کو نشانہ بنایا تاہم اس کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات کا اندازہ نہیں لگایا جاسکا۔ کابل حکومت کے طیاروں نے مجاہدین کے حملوں کے بعد ان کے مراکز اور عام آبادی پر شدید بمباری کی جس کے نتیجے میں آٹھ مجاہد و عام باشندے شہید اور دو زخمی ہوئے۔

حزب اور جمعیت کے باہمی اختلافات کے خاتمے کیلئے معاہدہ ہوا

شمال کے تیرہ صوبوں میں معاہدے پر عمل درآمد کیا جائیگا: کمانڈر مسعود

پشاور ۲۶ر اکتوبر شمالی افغانستان کی ایڈوائزری کونسل کے سربراہ ممتاز کمانڈر انجینئر احمد شاہ مسعود نے پشاور میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ حزب اسلامی کے ساتھ بات چیت کے بعد یہ فیصلہ ہوا ہے کہ وہ علاقے جہاں ان کے باہمی اختلافات زیادہ ہیں وہاں انتخابات منعقد ہوں اور جو بھی پارٹی وہاں اکثریت حاصل کر لے اختیارات و اقتدار اس کے حوالے کر دیئے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں دو روز قبل معاہدہ ہوا۔ اس تحریری معاہدے پر برادر انجینئر حکمت یار اور استاد ربانی نے دستخط کر دیئے ہیں۔ ایک سوال کے جواب میں کمانڈر مسعود نے کہا کہ اس معاہدے پر شمال کے تیرہ صوبوں میں عمل درآمد کیا جائیگا۔ سابق شاہ ظاہر شاہ کی واپسی سے متعلق ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ سابق شاہ افغانستان کے مسئلے کے حل میں کوئی مثبت کردار ادا نہیں کر سکتا نہ تو وہ ضعیف العمری کی وجہ سے ایسا کر سکتا ہے اور نہ ہی گزشتہ بارہ سالہ جہاد میں اس نے کوئی ایسا کام کیا ہے جس کی بنا پر اسے یہ موقع دیا جائے"!

مجاہدین کے حملوں کے نتیجے میں بگرام ایئرپورٹ بند کردیا گیا

کابل کی پہلی حفاظتی لائن توڑ دی گئی طیاروں کی شدید بمباری

موصولہ اطلاعات کے مطابق کابل پر دو اطراف سے حملوں کے بعد افغان دارالحکومت کے اردگرد پہلی حفاظتی لائن کی تمام چوکیاں تباہ ہوگئیں۔

اطلاعات کے مطابق شمال کی طرف سے مجاہدین کے حملوں کا سلسلہ صوبہ بغلان تک پھیل گیا ہے۔ جہاں استاد فتح محمد خان اور انجینئر طارق کی قیادت میں بگرام ایئرپورٹ پر یلغار کردی گئی۔ بتایا گیا ہے کہ راکٹوں اور میزائلوں سے رن وے ناکارہ ہونے کے بعد ہوائی اڈہ بند کر دیا گیا۔ اس کارروائی میں متعدد طیاروں کو نقصان پہنچا۔ جبکہ رسد لانے والے طیارے بگرام ایئرپورٹ پر نہیں اتر سکے۔ کابل انتظامیہ کے طیارے صوبہ پروان میں شاہراہ سالانگ کے دونوں اطراف، شکردرہ، پغمان، صوبہ وردگ اور صوبہ لوگر میں مجاہدین کے ٹھکانوں پر بمباری کر رہے ہیں۔ تاہم بمباری سے ہونے والے نقصان کی تفصیلات نہیں بتائی گئیں۔ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے صوبہ بغلان کے سب ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پل خمری کے نزدیک دوسرکہ کے مقام پٹرول کی پائپ لائن پر حملہ کیا۔ جہاں ۲۱ کابل فوجی گرفتار اور متعدد ہلاک و زخمی بتائے گئے ہیں حملے کے دوران ایک بکتر بند گاڑی تین ٹرک اور دو مشین گنیں تباہ کردی گئیں جبکہ (۵۴) کلاشنکوف رائفلیں اور ایک مشین گن پر قبضہ کرلیا گیا "۔!

ایرانی سرحد کے نزدیک مجاہدین کی چھاپہ مار کارروائیاں

۱۶ رنومبر (ایژانس افغان) ہرات کے مغرب میں ایرانی سرحد کے نزدیک افغان مجاہدین نے غوریان کے علاقے میں چھاپہ مار کارروائیاں کرکے جانی نقصان کے علاوہ اسلحے کی بھاری مقدار پر قبضہ کرلیا۔

اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے گذشتہ ہفتے پانچویں سرحدی گیریژن کے ہیڈ کوارٹر کو نشانہ بنایا، جہاں تین دنوں تک جھڑپوں کے دوران بیس کابل فوجی ہلاک و زخمی اور ایک مجاہد شہید ہوگیا، اس کارروائی میں دو مشین گنیں اور بیس کلاشنکوف رائفلیں مجاہدین کے ہاتھ آئیں، قبل ازیں غوریان قصبے میں مجاہدین نے فوجی کیمپ پر حملہ کیا۔

روسی سرحد کے نزدیک مجاہدین کی چھاپہ مار کارروائیوں میں تیس سے زائد فوجی ہلاک و زخمی، چونتیس گرفتار کر لئے گئے

۱۷ رنومبر (ایژانس افغان) روسی سرحد پر واقع شمالی افغان صوبوں بلخ اور جوزجان میں مجاہدین نے حفاظتی چوکیوں پر حملے کئے جن کے دوران تیس ۳۰ سے زائد کابل فوجی ہلاک و زخمی اور چونتیس گرفتار کر لئے گئے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق دریائے آمو کے نزدیک صوبہ بلخ کے سب ڈویژنل قصبے دولت آباد میں مجاہدین نے فوجی ٹھکانوں کو نشانہ بنایا۔ جہاں ایک بکتر بند گاڑی تباہ اور تین کابل فوجی مارے گئے جبکہ ایک مجاہد شہید ہوا۔ بلخ سے ملحقہ صوبے جوزجان میں مجاہدین نے ۱۴ رنومبر کو صوبائی ہیڈ کوارٹر شبرغان کے نواح میں فوجی کیمپ پر یلغار کی جس کے نتیجے میں پانچ فوجی ہلاک اور چونتیس فرار ہوتے وقت قابو آگئے۔ اس کارروائی میں ایک ٹینک اور اسلحے کا ذخیرہ تباہ کر دیا گیا۔ شبرغان کے نزدیک ایک اور معرکے میں مجاہدین نے دو حفاظتی چوکیاں اڑا دیں جہاں بھاری نقصان اٹھا کر کابل فوجی فرار ہو گئے۔

تیز رفتار حملے میں تین مجاہد شہید اور

سات زخمی بتائے گئے ہیں۔

ایک اور اطلاع کے مطابق کابل کے مغرب کی طرف صوبہ وردک کے ہیڈکوارٹر میدان شہر میں مجاہدین نے حفاظتی چوکیوں پر مارٹروں سے گولہ باری کی تاہم اس حملے میں ہونے والے نقصان کا علم نہیں ہوسکا بتایا گیا ہے کہ کابل انتظامیہ کے طیاروں نے میدان شہر کے نزدیک مجاہدین کے ٹھکانوں پر بمباری کی جس میں مجاہدین نقصان سے محفوظ رہے۔

مجاہدین کے حملوں کے نتیجے میں بگرام ایئرپورٹ بند کردیا گیا

۲۱ نومبر (اثرانس افغان) کابل پر دو اطراف سے حملوں کے بعد افغان دارالحکومت کے اردگرد پہلی حفاظتی لائن کی تمام چوکیاں تباہ ہوگئیں۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ شمال کی طرف سے مجاہدین کے حملوں کا سلسلہ صوبہ بغلان تک پھیل گیا ہے جہاں استاد فتح محمد خان اور انجینئر طارق کی قیادت میں بگرام ایئرپورٹ پر یلغار کردی گئی۔

بتایا گیا ہے کہ راکٹوں اور میزائلوں سے رن وے ناکارہ ہونے کے بعد ہوائی اڈہ بند کردیا گیا، اس کارروائی میں متعدد طیاروں کو نقصان پہنچا جبکہ رسد لانے والے طیارے بگرام ایئرپورٹ پر نہیں اتر سکے۔

کابل انتظامیہ کے طیارے صوبہ پروان میں شاہراہ سالانگ کے دونوں اطراف شکردرہ پغمان، صوبہ وردک اور صوبہ لوگر میں مجاہدین کے ٹھکانوں پر بمباری کر رہے ہیں تاہم بمباری سے ہونے والے نقصان کی تفصیلات نہیں بتائی گئیں۔ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے صوبہ بغلان کے سب ڈویژنل ہیڈکوارٹر پل خمری کے نزدیک دوسرکہ کے مقام پٹرول کی پائپ لائن پر حملہ کیا۔ جہاں اکیس کابل فوجی گرفتار اور متعدد ہلاک و زخمی بتائے گئے ہیں، حملے کے دوران ایک بکتر بند گاڑی تین ٹرک اور دو مشین گنیں تباہ کردی گئیں جبکہ پینتالیس کلاشن کوف رائفلیں اور ایک مشین گن پر قبضہ کرلیا گیا۔

کابل کے نواحی علاقے شکردرہ میں جھڑپیں، جنگ زدہ علاقہ کابل فوجیوں کی لاشوں سے اٹا پڑا ہے

۱۸ نومبر (اثرانس افغان)

کابل کے شمال اور جنوب کی طرف سے مجاہدین نے متعدد مقامات سے نجیب انتظامیہ کے بکتر بند دستوں کو پسپا کردیا ہے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ شکردرہ کے معرکے میں سات چوکیوں پر قبضہ کرنے کے بعد مجاہدین مزید پیش قدمی کر رہے ہیں۔ ۱۴ نومبر کی صبح مجاہدین کی یلغار کے بارے تفصیلات میں بتایا گیا ہے کہ تیز رفتار حملے کے دوران کابل دستے مزاحمت کے بغیر بھاگ نکلے جن میں متعدد فوجی مجاہدین نے گرفتار کر لئے۔ اس حملے میں ہلاک ہونے والے بیشتر فوجیوں کی لاشیں جنگ زدہ علاقے میں پڑی ہیں۔ مجاہدین نے حفاظتی چوکیوں سے اسلحہ اور گولہ بارود کی بھاری مقدار پر قبضہ کرلیا شکردرہ کے علاقے میں مجاہدین بچے کھچے کابل فوجیوں کا تعاقب کر رہے ہیں،

ادھر کابل کے جنوب کی طرف صوبہ لوگر میں مجاہدین نے پل قندہاری کے علاقے سے کابل فوجیوں کو مار بھگایا ہے۔ جہاں سے وہ مجاہدین کے ٹھکانوں پر حملے کرتے تھے، معلوم ہوا ہے کہ اس علاقے میں خونریز جھڑپوں کے بعد مجاہدین نے کابل فوج کے متعدد ٹھکانوں پر قبضہ کرلیا۔ اس کارروائی میں کمانڈر ابوبکر اور کمانڈر رستاخیز لشکر حصار نامی مجاہدین کے گریژن کی قیادت کر رہے تھے

کابل کی صورت حال

سقوط کابل کی مہم میں شریک مجاہدین نے افغان دارالحکومت کے شمال کی طرف صوبہ پروان کے علاقے گل غنڈی میں گولہ بارود کا ذخیرہ اڑا دیا۔ معلوم ہوا ہے کہ شاہراہ سالانگ کے دونوں اطراف ان کارروائیوں میں ۳۴ کابل فوجی ہلاک اور زخمی ہوگئے جبکہ ایک ٹینک اور ایک گاڑی تباہ بتائی گئی ہے اطلاعات کے مطابق کابل انتظامیہ کے طیارے بگرام اور چاریکار کے درمیان دیہی آبادیوں

پر بمباری کر رہے ہیں ۔

کابل قندھار شاہراہ پر مجاہدین کی چھاپہ مار کاروائی، خاد کا اعلیٰ افسر تین فوجیوں سمیت گرفتار کر لیا گیا

۲۹ر نومبر (داثرانس افغان)

افغان مجاہدین نے کابل قندھار شاہراہ پر صوبہ زابل کے ہیڈکوارٹر قلات غلزئی کے نزدیک گھات لگا کر خاد کے ایک اعلیٰ افسر شیر خان اور تین فوجیوں کو گرفتار کر لیا اطلاعات کے مطابق مجاہدین ان فوجیوں کی آمد کے بارے میں باخبر ہو کر جارک قصبے کے نزدیک مورچہ بند ہو گئے۔ یہاں خاد کے افسر اور کابل فوجیوں نے مزاحمت کے بغیر ہتھیار ڈال دیئے مجاہدین نے فوجی جیپ اور اسلحے کے علاوہ ایک وائرلیس سیٹ اور اہم دستاویزات برآمد کر لیں۔

کابل کے نواحی علاقے دارالامان میں فوجی دستے کا صفایا، افغان دارالحکومت کی فوجی تنصیبات پر حملے کے لئے سکڈ میزائل نصب کر دیئے گئے

۲۵ر نومبر (دار الانس افغان)

کابل اور بگرام کے ہوائی اڈے بدستور بند پڑے ہیں جس کے نتیجے میں افغان دارالحکومت کی طرف مجاہدین کی پیش قدمی جاری ہے ۔

کابل کے جنوبی حصے میں واقع ایک صدارتی محل دارالامان سے پندرہ کلومیٹر دور لالندر کے مقام پانامہ نامی پہاڑی پر حفاظتی چوکیوں پر قبضہ کرنے کے بعد مجاہدین نے وہاں سکڈ میزائل نصب کر دیئے ہیں، اس معرکے کی تفصیلات میں بتایا گیا ہے کہ دو روز قبل اس حملے میں کابل فوج کی ایک کمپنی کا صفایا کر دیا گیا جہاں مجاہدین نے یلغار کر کے اسلحے اور گولہ بارود کے ذخیرے پر پہلے ہی قبضہ کر لیا تھا اس پہاڑی پر ہیلی کاپٹروں کے ذریعے رسد اتاری جاتی تھی جس کی وجہ سے یہاں کی فوجی تنصیبات کو "ہوائی پوسٹیں" کہلاتی تھیں، اطلاعات کے مطابق مغرب میں کابل سے متصل صوبہ وردک کے ہیڈکوارٹر میدان شہر سے بھی مجاہدین نے افغان دارالحکومت پر حملے شروع کر دیئے جبکہ شاہراہ سالانگ پر صوبہ پروان میں قلعہ سرخ کے مقام پر مجاہدین نے فوجی قافلے کے دو ٹینک اور ایک بکتر بند گاڑی کے علاوہ دو ریا توپوں کے دو لانچنگ پیڈ تباہ کر دیئے۔ ادھر جنوب کی طرف مجاہدین نے صوبہ لوگر کے علاقے دشت بابوس میں یلغار کر کے ایک ٹینک اور ایک گاڑی تباہ کر دی۔ بتایا گیا ہے کہ کابل کے علاوہ لوگر وردک اور پروان میں لڑائی جاری ہے۔

گولہ بارود کا کارواں تباہ

۲۷ر نومبر (داثرانس افغان)

افغان مجاہدین نے روس سے کابل آنے والی شاہراہ سالانگ میں تین روز کے مسلسل معرکوں کے بعد ہر قسم کی ٹریفک بند کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں مجاہدین نے روس سے کابل جانے والی تیل پائپ لائن کی حفاظتی رجمنٹ کے ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کر لیا ہے،

ایجنسی افغان پریس کی اطلاعات کے مطابق صوبہ سمنگان میں ۱۸ر نومبر سے ایسا جھڑپوں کا آغاز، فلم کے قریب روس سے کابل گولہ بارود لانے والی گاڑیوں پر حملے سے ہوا جس میں پندرہ گاڑیوں پر مشتمل پورا کارواں اور ایک ٹینک تباہ کر دیا گیا۔ تین دن کی لڑائی کے دوران درہ فلم میں تیل کی پائپ لائن کے حفاظتی رجمنٹ کے مرکز پر قبضہ کر لیا گیا اس معرکے میں چار ٹینک ناکارہ اور ان کا عملہ مارا گیا۔ جب کہ چودہ کابل فوجیوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ مجاہدین کی شاہراہ سالانگ پر ناکہ بندی کے باعث محصور دارالحکومت کابل پر مجاہدین کے دباؤ میں اضافہ ہو جائے گا۔

کابل کی صورتِ حال

افغان مجاہدین دارالحکومت کابل اور بگرام کے فوجی ہوائی اڈے کا محاصرہ جاری رکھے ہوئے ہیں، بگرام ائیر بیس پر گذشتہ دنوں رن وے پر کھڑے نصف درجن سے زائد طیارے مجاہدین کی گولہ باری سے تباہ ہو گئے۔ کابل اور بگرام کے ہوائی اڈوں پر مجاہدین کی گولہ باری جاری ہے اور مجاہدین کے تمام گروپ کاروائیوں

میں حصہ لے رہے ہیں، افغان راہنما انجینئر گلبدین حکمت یار کابل کے محاذ پر مجاہدین کی رہنمائی کر رہے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق کابل کے شمال میں شکر درہ کے مقام پر آمنے سامنے جنگ جاری ہے۔ جہاں مجاہدین نے کابل فوج کی دو بار توپوں کا مورچہ تباہ اور متعدد گاڑیاں ناکارہ بنادیں اس علاقے میں دس کابل فوجی ہلاک اور ایک مجاہد شہید بتایا گیا ہے، ادھر کابل کی حفاظتی لائن کے ارد گرد جنگ میں گذشتہ روز دو ٹینک اور ان میں موجود سات افسروں سمیت بارہ کابل فوجی ہلاک ہو گئے۔ مجاہدین کے گولے کابل شہر کے جنوبی صدارتی محل دارالامان کے فوجی علاقے میں گر رہے ہیں، علاوہ ازیں مجاہدین نے بلند درازکی فوجی چوکی پر قبضہ کر کے بھاری توپ خانے کا مورچہ تباہ کر دیا۔

روسی سرحد پر واقع پانچ صوبوں میں جھڑپیں، بغلان میں شہری چھاپہ مار سرگرم عمل

شمالی افغانستان میں حالیہ ہفتے کے دوران روس کی سرحد سے متصل پانچ صوبوں بدخشاں، کندز، بلخ، بادغیس اور ہرات سے جھڑپوں کی اطلاعات ملی ہیں۔ جبکہ شمالی صوبے بغلان کے دارالحکومت بغلان شہر میں ۲۰ اور ۲۱ نومبر کی درمیانی رات شہری چھاپہ ماروں اور کٹھ پتلی کابل فوجیوں کے درمیان جھڑپوں میں چھ فوجی ہلاک ہوئے ہیں اور مجاہدین کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ بدخشان کے دارالحکومت فیض آباد میں پچاس پولیس کے سپاہی مجاہدین سے آملے ہیں دریائے آمو کے کنارے قصبے درواز میں مجاہدین ۱۹ نومبر کو فوجی کیمپ پر حملہ کیا اور چھ فوجی اسلحے سمیت گرفتار کر لئے۔ شمال مغربی صوبے بادغیس کے صدر مقام قلعہ نو میں ۲۰ نومبر کو ایک جھڑپ کے دوران پانچ کابل فوجی مارے گئے۔ روس سے آنے والی کشکا تورغنڈی ہرات شاہراہ پر ۲۰ نومبر کو فوجی گشتی دستے اور مجاہدین کے درمیان جھڑپ کے دوران چار افغان فوجی مجاہدین سے آملے، جبکہ دو ہلاک اور ایک فوجی گاڑی تباہ ہو گئی۔

بلخ کے دارالحکومت مزار شریف کے قریب روس سے آنے والی حیرتان روڈ پر سامان رسد کا ایک قافلہ مجاہدین کی گھات کا نشانہ بنا اسلحہ اور گولہ بارود سے لدی ہوئی پانچ گاڑیاں، پانچ بھاری سٹین گنیں اور دو ٹینک تباہ ہو گئے اکیس فوجیوں نے مجاہدین کے آگے ہتھیار ڈال دیئے، ۵۴ کلاشن کوف اور گولہ بارود مجاہدین کے ہاتھ لگا۔ شمالی صوبوں کی خونریز ترین جھڑپ صوبہ کندز میں اچین روڈ پر ۱۸ نومبر کو ہوئی جس میں کئی گھنٹے کی لڑائی میں نو مجاہد شہید ہوئے جبکہ رات کے اندھیرے کے باعث دشمن کے نقصان کا اندازہ نہیں لگایا جاسکا۔

صوبہ بادغیس میں روسی طیاروں کی بمباری۔ روسی اپنی سرحدوں پر مجاہدین کی موجودگی کا خطرہ مول نہیں لے سکتے

لندن ۲۳، نومبر (اژانس افغان)

مجاہدین کے ذرائع نے الزام عائد کیا ہے کہ شمالی مغربی افغان صوبے بادغیس میں سرحد پار سے آنے والے روسی بمباروں نے صوبائی ہیڈ کوارٹر قلعہ نو کے نزدیک دیہی آبادیوں پر بمباری کی ہے ان ذرائع نے جمعیت اسلامی کے کمانڈر مسلم ذبیح اللہ خان کے حوالے سے بتایا کہ روسی سرحد کے نزدیک جنگی اہمیت کے مقامات پر مجاہدین کے حملوں کے دوران ترکمانستان سے آنے والے روسی طیارے بمباری کر جاتے ہیں کمانڈر نے کہا کہ روسی اپنی سرحدوں پر مجاہدین کی موجودگی کا خطرہ مول نہیں لے سکتے۔

قافلۂ راہِ حق کے شہداء

ممتاز کمانڈر قاری لعل محمد شہادت پا گئے

ہمارے رپورٹر نے انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ اطلاع دی ہے کہ جناب الحاج جلال الدین "حقانی" کی امارت سے مربوط جہادی جبہات کے ایک نامور کمانڈر قاری لعل محمد شہید ہو گئے

انا للہ و انا الیہ راجعون ط

قاری لعل محمد پاکستانی علاقے جنوبی وزیرستان ایجنسی کے ہیڈکوارٹر وانا کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے اپنی دینی تعلیم اکوڑہ خٹک کے دارالعلوم حقانیہ سے حاصل کی تھی، دینی و اسلامی بصیرت کے حامل شخص تھے۔

۱۹۷۸ء میں جب افغانستان میں نام نہاد روسی "انقلاب ثور" رونما ہوا۔ کمیونسٹ حکومت مسلمان افغان عوام پر مظالم کے پہاڑ توڑنے لگی۔ اور لوگ اپنے اسلامی عقیدے اور ناموس دین کے تحفظ کی خاطر

ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے تو اس مرد مومن نے نہ تنہا یہ کہ اپنے مہاجر بھائیوں کی بھرپور مدد کی بلکہ وہ خود کفر والحاد کا قلع قمع کرنے کی خاطر بندوق اٹھا کر مجاہدین کی کفر شکن صفوں میں شامل ہو گئے۔

جہاد کے دوران انہوں نے روسیوں اور ان کے ایجنٹوں کے خلاف کئی معرکوں میں شرکت کی اور دین و وطن کے دشمنوں کا منہ کالا کرتے ہوئے انہیں بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا۔ ہر محاذ پر کامیابی حاصل کی، ان کے نیک مشوروں کی بنا پر دیگر مجاہدوں نے بھی روسیوں کو ناکوں چنے چبوا دیئے۔

انہوں نے یہ پختہ عزم کر رکھا تھا کہ اپنی تمام زندگی مجاہدین اور اپنے مجاہد عوام کی بہبودی کی راہ میں وقف کرے گا۔ چنانچہ اس راہ میں آخر کار یہ نامور کمانڈر ۱۷ نومبر ۱۹۹۰ء کو بروز ہفتہ جام شہادت پی کر اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔

اللہ تعالیٰ سے ہماری استدعا ہے کہ وہ ان کی مغفرت نصیب کرے اور اپنی جوارِ رحمت میں انہیں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمادے۔

کیپٹن شہید عبدالستار

کیپٹن عبدالستار ولد خدا نور خان نے ۱۹۴۹ء میں صوبہ لوگر کے "حصارک" نامی گاؤں کے ایک غریب دیندار، محب وطن گھرانے میں آنکھ کھولی۔ ۱۹۵۷ء میں انہیں "پدخواب" نامی سکول میں داخل کروادیا گیا۔

"پدخواب سکول سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ معاشی مشکلات کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم حاصل نہ کرسکے اور ۱۹۶۵ء میں پولیس اکیڈمی میں شامل ہوئے ایک سال کے عرصے میں پولیس اکیڈمی سے فوجی تربیت حاصل کرنے کے بعد فراغت پائی، قندھار میں مسلسل دو سال تک محکمہ پولیس میں فرائض انجام دیتے رہے۔ ۱۹۶۷ء میں ان کا تبادلہ دارالحکومت کابل ہوا۔ چنانچہ ۱۹۷۸ء تک وہ یہاں عوام کے امن وحفاظت کے فرائض نہایت امانت داری سے انجام دیتے رہے۔ ۱۹۷۸ء میں جب افغانستان کی پاک فضاء پر کفر والحاد کے کالے بادل امنڈ آئے اور افغان مسلمان عوام پر کفری نظام کے پرچار کرنے والوں کی طرف سے مظالم ڈھانا شروع ہوگئے تو اس مردِ مومن نے کمیونسٹ نظام میں کام کرنے اور معقول معاوضہ پر ٹھوکر ماردی اور دھری نظام کے خلاف اپنے مجاہد بھائیوں کے شانہ بشانہ جہاد کرنے کو ترجیح دی۔ حکومت کی طرف سے گرفتار کرلیے گئے۔ لیکن جلد ہی دھریوں کے منحوس چنگل سے نجات پائی اور پھر میدانِ جہاد میں عملاً کود پڑے۔ ۱۹۸۴ء میں ایک بار پھر گرفتار ہوئے۔ اس بار انہیں سات سال قید کی سزا سنادی گئی۔ اور رسوائے زمانہ پل چرخی جیل میں سخت اذیتوں سے گزرے۔ کٹھ پتلی حکومت کی طرف سے عام معافی کے سلسلے میں عبدالستار خان نے ایک بار پھر ظالموں کے پنجوں سے نجات حاصل کی۔

جیل سے نکلنے کے بعد انہوں نے جناب الحاج مولوی جلال الدین حقانی کی قیادت میں دین و وطن کے دشمنوں کے خلاف ایک بار پھر مسلح جہاد کا آغاز کیا اور مسلسل دو سال تک الحاج جلال الدین حقانی کی قیادت میں قائم حضرت سلمان فارسی (رض)، فرنٹ کے مجاہدین کے ایک دستے کی قیادت کرتے رہے۔ انہوں نے اپنے محوّلہ فرائض نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیئے۔ کئی معرکوں میں حصہ لیا، اور دشمن کو بھاری جانی ومالی نقصان پہنچانے میں کامیابی حاصل کی۔

آخر کار ۲ جولائی ۱۹۹۰ء کو ایک شدید لڑائی کے دوران دشمن کی ایک بے رحم گولی نے ان کے سینے کو چھلنی کردیا۔ اور اس طرح وہ کاروانِ شہداء میں شامل ہوگئے۔"

شہید گلاجان

معین خان کے جواں سال فرزند شہید گلاجان ۱۹۶۵ء میں صوبہ لوگر کے

سب ڈویژن سامزار کے ایک دیندار
متقی اور محب وطن گھرانے میں متولد ہوئے
جب ۱۹۷۸ء میں نام نہاد "انقلاب ثور"
رونما ہوا اور افغان مسلمان عوام روسی مظالم
کی چکی میں پسنے لگے تو اس مرد مجاہد عاشق دین
و وطن نے اپنے دیگر مجاہد بھائیوں کی طرح
جارح فوجیوں کے خلاف جناب شہید کمانڈر منان
عرف "کوچی" کی قیادت میں مسلح جہاد کا آغاز
کیا۔ وہ ایک خوش خلق، ملنسار اور اعلیٰ
خصلتوں کے مالک مجاہد تھے۔
وہ اپنے مجاہد ساتھیوں کے درمیان
ہر دلعزیز تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں
"غازی" اور شہید جیسے اعلیٰ مقامات
سے نوازا۔ وہ ایک مدت تک دشمن کے
خلاف برسرپیکار رہے اور دشمن کو بھاری
جانی و مالی نقصان پہنچا کر بے شمار کمیونسٹوں
کو جہنم رسید کر کے غازی کہلائے اور بالآخر
۱۹۹۰ء میں سب ڈویژن توست میں دشمن
سے ایک خونریز لڑائی کے دوران تقریباً
۲۵ سال کی عمر میں شہادت کا اعلیٰ
مقام حاصل کر کے اپنے خالق حقیقی کے
جوار رحمت میں جگہ لے کر ابدی کامیابی
حاصل کی۔"

شہید عبداللہ

شہید عبداللہ ولد پیر رسول خان
۱۹۷۳ء میں "لغوڑی پیر انو" کے ایک

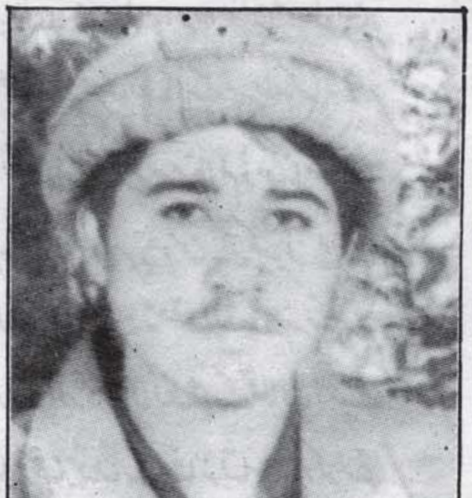

متقی پرہیزگار اور محب وطن گھرانے میں
پیدا ہوئے۔ وہ ابھی بچے تھے کہ افغانستان
کی پاک فضاؤں میں کفر و الحاد کے کالے
بادل امنڈ آئے۔ اور افغانستان کے
مسلمان عوام پر کمیونسٹوں کی طرف سے مظالم
کے پہاڑ توڑے جانے لگے۔
شہید عبداللہ ابھی نابالغ تھے کہ
۱۹۷۸ء میں اپنے اہل خاندان سمیت
گھر بار اور وطن چھوڑ کر اپنے ہمسایہ
اسلامی ملک پاکستان چلے آئے۔ شہید
عبداللہ جہاد اور شہادت کے شیدائی
تھے۔ انہوں نے کمسن ہونے کے باوجود
۱۹۸۶ء میں جناب کمانڈر مولوی حنیف صاحب
کی قیادت میں اپنے دیگر مجاہد بھائیوں کے
شانہ بشانہ مسلح جہاد شروع کیا۔ مسلسل پانچ
سال تک اسلام اور وطن کے دشمنوں اور
غاصب روسی افواج کے لیے قہر سامان
بنے رہے۔ کئی خونین معرکوں میں حصہ لیا۔
اور دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان
پہنچانے میں کامیابی حاصل کی۔ آخر کار ۲۶؍
مئی ۱۹۹۰ء کو منگلی فوجی چوکی پر حملے کے
دوران دشمن سے ایک شدید جھڑپ کے
دوران شہادت پائی اور اس طرح راہ حق
کے شہیدوں کے قافلے میں جا شامل ہوئے۔"

شہید اسماعیل

کونین کی ہر شے ہے ترے دم سے درخشاں

کونین کی ہر شے ہے ترے دم سے درخشاں — تزئینِ چمن تجھ سے ہے اے جانِ بہاراں

ہے ذات تری باعثِ تخلیقِ دو عالم — ہر شے پہ ترا لطف ہے اے خواجۂ کیہاں

مہر و مہ و انجم ہیں ترے نور سے روشن — مدّاح ترے حسن کا ہے روئے نگاراں

ہیں موسمِ گل میں تری مدحت کے ترانے — آئینہ ترے نور کا ہے ہر گلِ خنداں

ہر ایک نفس جسکی ہے خوشبو سے معطّر — طیبہ کا ہر اک ذرہ ہے گلزار بداماں

ایسا کہیں آیا ہے نظر جلوۂ شاداب — اے دیدہ ورو ایسا کہیں دیکھا ہے گلستاں

ہر اشکِ تمنّا میں تری جلوہ گری ہے — خلوت کدۂ جاں ہے ترے نور سے تاباں

آباد ہے کاشانۂ دل ذکر سے تیرے — ہے زیست کا ہر لمحہ تری یاد کا عنواں

ہے نعت کا ہر شعر ترے فیض کا مظہر — ہر لفظ سے ہے اک کرمِ خاص نمایاں

اسلام کے یہ دو سپاہی جہادی ملٹری کیڈٹ کالج میں فوجی
تربیت پانے کے بعد دشمن کے مقابلے کیلئے چاق وچوبند ہیں